مِنَ الذِیْنَ کَشَفُ الْعَیْبَ عَنْ کُلِّ کَاذِبٍ وَعَنْ کُلِّ یدعی اَتی بِالْمَصَائِبِ
وَلَوْلَا رِجَالٌ مُسْلِمُوْنَ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ دِیْنِ اللّٰهِ مِنْ کُلِّ جَانِبِ

جرابوں

پر مسح کی شرعی حیثیت

قرآن وحدیث کی روشنی میں

تالیف
عبید اللہ شاہ ہندی بن مولوی طور گل حفظہ اللہ تعالیٰ
خطیب مرکزی جامع مسجد خال بازار ڈیرہ اسماعیل خان

متعلم بجامعہ دار العلوم تعلیم القرآن خال ڈیرہ اسماعیل خان

من الذین کشف العیب عن کل کاذب وعن کل بدعی اتی بالمصائب
ولولا رجال مخلصون لهدمت صوامع دین الله من کل جانب

جرابوں

پر مسح کی شرعی حیثیت

قرآن وحدیث کی روشنی میں

تالیف
عبیداللہ شاہندی بن مولوی طور گل عفی عنہ
خطیب مرکزی جامع مسجد خال دیر لوئر

معلم بجامعہ دار العلوم تعلیم القرآن خال دیر لوئر

مؤلف:
عبید اللہ شاہندی بن مولوی طور گل حفظہ اللہ تعالی

طباعت:
جنوری 2017ء

نام کتاب:
جرابوں پر مسح کی شرعی حیثیت قرآن
وحدیث کی روشنی میں

ملنے کا پتہ:
مرکزی جامع مسجد خال بازار دیر لوئر
0301-5580336

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

رائے گرامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ القرآن والحدیث مولانا خائستہ رحمٰن صاحب

الحمد للہ و کفی، والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

وبعد:۔

میں نے رسالہ ھذہ .... کے چیدہ چیدہ مقامات پر طائرانہ نظر دوڑائی کثرت مشاغل کی وجہ سے عمیق نظر کا موقع نہیں ملا جتنا دیکھا اس سے اندازہ ہوا کہ مرتب صاحب نے وقت کے ایک اہم ضرورت کو پورا کیا۔

اللہ تعالیٰ اس کو اس خدمت پر دارین میں جزائے خیر عطا فرمائیں۔ اور اس رسالہ کو امت مسلمہ کیلئے ہدایت کا ذریعہ بنادے۔ اور مرتب صاحب سلمہ اللہ اور اساتذہ کیلئے دارین میں نجات کا ذریعہ بنادیں۔

امین یا رب العلمین

العبد مولانا خائستہ رحمٰن

مہتمم

جامعہ دارالعلوم تعلیم القرآن خال دیرلوئر
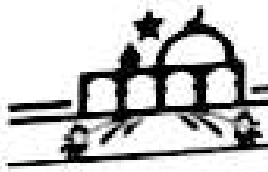
رائے گرامی

شیخ القرآن والحدیث ابواحمد بادشاہ منیر صاحب

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ سید العلمین وعلیٰ الہ و اصحابہ وازواجہ وذریتہ اجمعین وعلیٰ من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین.

امابعد:۔ زیرِ نظر رسالہ (جرابوں پر مسح کی شرعی حیثیت قرآن وحدیث کی روشنی میں) عزیز محترم مولوی عبید اللہ شاہندی پشاوری کا تالیف کیا ہوا ہے میں نے متعدد مقامات دیکھا موصوف نے سادہ لوح عوام مسلمانوں کو بعض منکبین، فتنہ انگیز اور فرقہ واریت پر جماؤ لوگوں کو شکوک وشبہات کی موج زن سمندر سے آب وتاب، درخشاں اور عیاں ساحل کو نکالنے کی حتی الوسع کوشش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ میں دعا ہے کہ موصوف کی اس خدمت اور تمام کوششوں کو قبولیت کے اعلیٰ خلعت سے مزین فرما کر ان کے نفع کو عام وتام فرمائے۔ اور موصوف کو مزید خدمت اور کوشش میں مشغول رہنا نصیب فرمائے۔ (آمین)

العبد الفقیر
ابواحمد بادشاہ منیر عفی عنہ القدیر
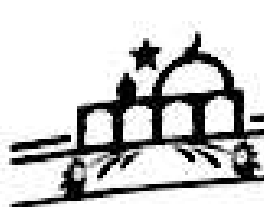
رائے گرامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفتی عبدالشکور صاحب

الحمد للہ الذی خلق اللوح والقلم وعلم الانسان ما لم یَعلَمَ والصّلوٰة والسلام علی سید العرب والعجم وعلی الہٖ و اصحابہٖ الذین ھم مصابیح العلم .اما بعد:۔

فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی کتاب المحکم فلولا نفر من کل فرقة منھم طائفه لیتفقھو فی الدین....

دین اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے اس میں کئی شعبے ہیں جس میں سے ایک شعبہ عبادات ہے۔عبادات میں اہم چیز نماز ہے نماز کے لئے وضو ضروری ہے وضو کے چار فرائض میں سے آخری فرض پاؤں دھونا ہے۔ اکثر سردی کے موسم میں بعض لوگ جرابوں پر مسح کرتے ہیں۔

زیر نظر رسالہ "جرابوں پر مسح کی شرعی حیثیت قرآن وحدیث کی روشنی میں" جو میرے چھوٹے بھائی محترم مولانا عبیداللہ شاہندی صاحب نے لکھا ہے۔ اکثر مقامات دیکھے الحمد للہ اپنے موضوع پر مختصر انداز میں بہترین مواد جمع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو قبولیت نصیب فرمائے اور رہتی دنیا کیلئے ذریعہ ہدایت بنائے۔ و ما ذالک علی اللہ بعزیز

کتبہ عبدالشکور طاہری

صدر مدرس مدرسہ ابی ھریرہ صوابی (۴ جنوری ۲۰۱۷ء)
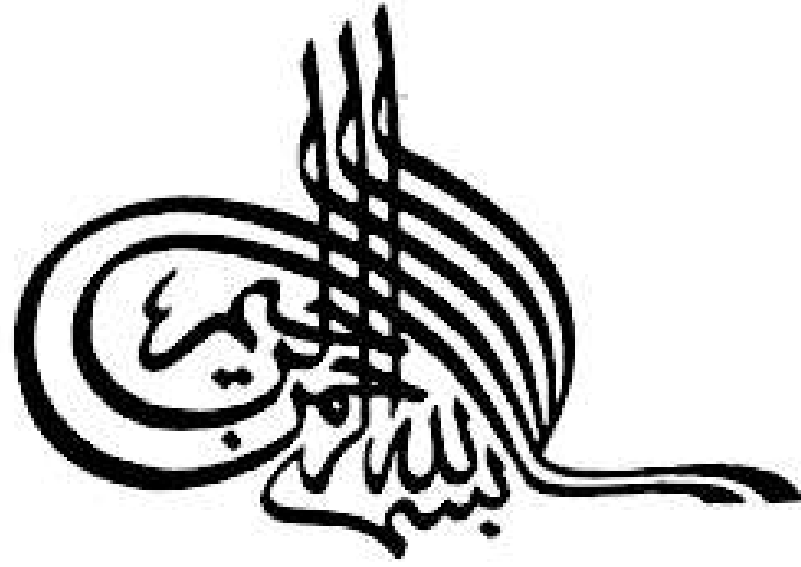
سبب تالیف:۔

اس پرفتن دور میں اس رسالہ کو لکھنے کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ نفس پرستی اور آسانی پیدا کرنے کیلئے کچھ نا اہل اور کم علم مولویوں نے جوربین والی احادیث کو غلط سمجھانے کی بنا پر لوگوں میں عام کردیا ہے کہ باریک جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ اور اسمیں کوئی مذائقہ نہیں حالانکہ باریک جرابوں پر مسح کرنا نہ تو قرآن سے ثابت ہے نہ احادیث مبارکہ سے اور نہ ائمہ اربعہ سے بلکہ تمام صحابہ اور خصوصاً خلفائے راشدین کا تو اجماع بھی عدم جواز پر ہیں۔ اور باریک جرابوں پر مسح کے قائلین انتشار اور تفرقہ بازی پیدا کرنے کیلئے اس کام کو عروج دے رہے ہیں تو بندہ فقیر نے اصلاح کی نیت سے اس مختصر رسالے کو مختصر وقت میں لکھا۔ امید ہے کہ اللہ دنیا وآخرت کی نجات کا ذریعہ بنادے۔

﴿عبیداللہ شاہ ہندی عفی عنہ﴾

تمہید:۔

اَلْحَمْدُ لِمَنْ تفرّدَ بِالْقِدَم و کل شی ماسِواہ فھو مسبوقٌ با لْعَدَم والصّلاۃَ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمْ و عَلٰی آلِہٖ واَصْحابِہ الّذِیْنَ ھُمْ مصابِیْحُ الْعِلَمْ اما بعد.

شریعت مطہرہ میں طہارت ایک خاص مقام اور مرتبہ رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ آقاءِ نامدار ﷺ کا فرمان ہے۔ الطُّھُور شَطْرُ الایمان کہ صفائی نصف ایمان ہے۔اور صفائی کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ صفائی کرنے والے کو بھی پسند کرتا ہے۔ اِنّ اللّٰہَ یُحِبُ التوابین ویُحِبُ المتطھرین (سورۃ البقرہ آیت 222)

چنانچہ نماز عبادات میں افضل ترین عبادت ہے اور نبی ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔اور الصّلاۃُ معراج المؤمِنُ کہا گیا ہے۔ کہ نماز مومن کا معراج ہے۔اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ نماز قرب الٰہی کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ اسلئے نماز کی تصحیح کیلئے شرط ہے کہ انسان صاف ستھرا ہو اور اگر کوئی آدمی صفائی کا خیال نہیں رکھتا تو نبی ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا ہے۔ لاتُقْبَلُ صلاۃ بغیر طھورٍ (ترمذی)

اور ایک دوسری حدیث میں ذکر ہے کہ مِفْتَاحُ الصّلوٰۃِ الطھورُ کہ نماز کی چابی طہارت ہے یعنی جس طرح ایک تالہ کو کھولنے کیلئے چابی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو اس طرح نماز کو شروع کرنے کیلئے طہارت کا ہونا بھی لازم ہے لیکن عام طور پر ماحول میں ہم دیکھتے جارہے ہیں کہ جس طرح رسول اکرم ﷺ کے زمانے سے دوری ہوتی جارہی ہے تو اسلام کے ساتھ لوگوں کا شوق اور ولولہ کم ہوتا جارہا ہے۔اور لوگوں میں خواہش پرستی عام ہوتی جار

ہی ہے نبی ﷺ کے محبوب سنتوں کو چھوڑا جا رہا ہے۔اور بدعات کو عروج دیا جا رہا ہے۔اور خلاف شریعت کاموں میں لوگ مبتلا ہوتے جا رہے ہیں یہاں تک کہ شریعت مطہرہ کے احکامات کا تو بعض لوگوں نے مذاق اُڑایا جیسا کہ روافض کہ انہوں وضو میں پاؤں دھونے سے بھی انکار کر دیا اور وہ پاؤں پر مسح کرنے لگے۔اور بعض وہ لوگ ہے جنہوں نے وضو میں باریک جرابوں پر بھی مسح شروع کر دیا۔ جو کہ احادیث مبارکہ اور خلفائے اربعہ اور ائمہ مجتہدین کے اقوال اور افعال سے منافی اور مخالف کام ہے اس لئے اس زیر ترتیب رسالہ کو تصنیف کیا جا رہا ہے۔ کہ لوگوں کو غلط اور صحیح کام کرنے کا پتہ چل جائے۔

وضو کے متعلق آیت کریمہ کا مفہوم

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطہ سے ہمیں وضو کرنے کا طریقہ اس طرح بتلایا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (٥:٦)

اور اسے دو طرح سے پڑھنے کا حکم ملتا ہے۔یعنی اَرْجُلَكُمْ لام کے فتحہ کے ساتھ بھی اور اَرْجُلِكُمْ لام کے کسرہ کے ساتھ بھی۔ (السنن الکبریٰ ج ۱ص۷۱) چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عبداللہ بن عباس اور امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے علاوہ بڑے بڑے مشہور قراء مثلاً حضرت عاصم، حضرت نافع، حضرت ابن عامر، حضرت حفص، حضرت کسائی، حضرت یعقوب، حضرت مجاہد، حضرت عطاء، حضرت عبدالرحمن الاعرج،

حضرت عبداللہ بن عمرو بن غیلان، حضرت ولید بن حسان ثوری، حضرت ابومحمد یحیے بن اِسحق بن یزید الحضرمی، حضرت ابرہیم بن یزید تیمی، حضرت ابوبکر بن عیاش، حضرت اعمشؒ اور حضرت عروۃ بن زبیر بن عوام (رحمہم اللہ تعالیٰ وَاَرْجُلَکُمْ لام کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے اور یہی روایت مشہور اور قطعی ہے، جس میں کسی دُوسرے معنی کا کوئی اِحتمال نہیں ہے۔

(السنن الکبریٰ ج ا ص ۷۰)

اور قواعدِ عربیہ کی رو سے اَرْجُلَکُمْ (لام کے فتحہ کے ساتھ) کا عطف اَیْدِیَکُمْ پر قرباً۔اور وُجُوْھَکُمْ پر بُعداً ہےاور وُجُوْھَکُمْ سے پہلے جو فعل ہے فَاغْسِلُوْا وہ تینوں (وُجُوْھَکُمْ ، اَیْدِیَکُمْ،اَرْجُلَکُمْ) کے ساتھ لگے گا۔جس کا مطلب یہ ہوگا: اِغْسِلُوْا وُجُوْھکم وَاغْسِلُوْا اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَاغْسِلُوْ اَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ۔یعنی اپنے اپنے چہروں کو بھی دھوو،اور کہنیوں سمیت اپنے اپنے دونوں ہاتھوں کو بھی دھووا ور ٹخنوں سمیت اپنے اپنے دونوں پاؤں بھی دھوو۔عربیۃ کا قاعدہ ہے کہ معطوف علیہ کا جو حکم ہوتا ہے وہی حکم معطوف کا ہوتا ہے۔اس قاعدہ کی رُو سے کہا جائے گا کہ وُجُوْھَکُمْ اور اَیْدِیَکُمْ کا حکم دھونے کا تھا تو وہی حکم اَرْجُلَکُمْ کا ہوگا۔اِسی لئے امام النحاۃ حضرت ابوزکریا یحیٰ بن زیاد الفراء النحوی (متوفی ۲۰۷ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ نے معانی القرآن ج ا ص ۲۔۳ میں تحریر فرمایا ہے۔وارجلکم ردودۃ علی الوجوہ یعنی ارجلکم کا حکم وجوھکم پر لوٹتا ہے کہ جیسے چہرے کے دھونے کا حکم ہے ایسے ہی دونوں پاؤں کے دھونے کا حکم ہے۔

اس کے بعد حضرت امام فراء رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند (قیس بن الربیع عن عاصم) کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے
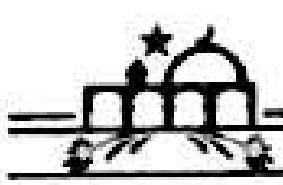
اَرْجُلَکُمْ پڑھا اور کہا مقدم ومؤخر یعنی ارجلکم کا لفظ گو پیچھے ہے مگر اس کا حکم پہلے والا ہے اور دھونے کا حکم ہے اور رؤسکم کا حکم پیچھے والا یعنی مسح کا حکم ہے۔ حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: رجع القرآن الی الغسل یعنی قرآن نے پاؤں کا حکم اَرْجُلَکُمْ لام کے فتحہ کے ساتھ کہ کر غسل کی طرف لوٹایا ہے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔ (السنن الکبریٰ ج ا ص ۷۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت عروۃ رحمۃ اللہ علیہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا ہے: ارجلکم ای رجع الامر الی الغسل یعنی پاؤں کا حکم اغسلوا کی طرف لوٹتا ہے (امسحوا کی طرف نہیں لوٹتا) یعنی پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ پاؤں پر مسح کرنے کا حکم نہیں ہے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۰ والسنن الکبریٰ ج ا ص ۷۰)

البتہ حضرت ابن کثیرؒ، حمزہؒ اور ابی عمروؒ کا مختار اَرْجُلِکُمْ ہے، لام کے کسرہ کے ساتھ مگر آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ یہ بزرگ جو اَرْجُلِکُم لام کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے یہ بھی وضو میں پاؤں دھونے کے ہی قائل تھے اور پاؤں پر مسح نہ کرتے تھے۔ چنانچہ امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل فرمایا ہے: قال الاعمش کانوا یقرأونھا بالخفض و کانوا یغسلون یعنی پڑھنے کو تو بے شک ارجلکم لام کے کسرہ کے ساتھ ہی پڑھتے تھے مگر اس کے باوجود وضو میں پاؤں دھویا کرتے تھے، پاؤں پر مسح نہ کرتے تھے۔ دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ج ا ص ۷۱۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ لام کا کسرہ ہو تو پھر اُصولاً وضو میں پاؤں پر مسح کا حکم نکلتا

ہے اور پاؤں دھونا خلاف حکمِ الٰہی معلوم ہوتا ہے۔ تو اس کا جواب علماء کرام نے کئی طرح سے دیا ہے۔

حضرت امام محمد ابوالحسن علی بن حمزۃ بن عبداللہ کوفی بغدادی نحوی کسائی (م ۱۸۹ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا ہے۔ من خفضها فانما هو للمجاورة...... یعنی ارجلکم کا عطف تو "وجوهکم" پر ہی ہے۔ مگر لام کا کسرہ صرف اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ اس کے پڑوس میں بـرؤسِكُمْ ہے وہاں سین کا کسرہ تھا اس کی مناسبت سے ارجلکم کے لام کا بھی کسرہ پڑھا جاتا ہے۔ جیسے عذاب یوم الیم میں الیم یوم کی صفت نہیں بلکہ عذاب کی صفت ہے اور الیم کا کسرہ یوم کی وجہ سے ہے جو الیم کے جوار میں ہے۔ (السنن الکبریٰ ج ا ص ۷۱)

حضرت امام عبداللہ بن عمر بن محمد بن علی ابوالخیر ناصر الدین بیضاوی (م ۶۸۵ھ یا ۶۹۱) رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فائدہ:

فَائِدَتُهُ التنبیه علی انه ینبغی ان یقتصد فی صب الماء علیها و یغسل غسلا یقرب من المسح کہ کسرہ لا کر اس بات پر تنبیہ کی گئی ہے کہ وضو کرنے والے کو چاہئے کہ پاؤں پر پانی ڈالتے وقت میانہ روی اختیار کرے پانی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرے اور اس طرح پاؤں کو دھوئے جو مسح سے قریب قریب ہو۔ (انوار التنزیل المعروف بہ تفسیر بیضاوی)

حضرت شیخ زادہ نے فرمایا کہ جن اعضا کو دھونے کا حکم ہے ان میں سے پاؤں ایسا عضو ہے جس کے دھوتے وقت پانی کے زیادہ لگنے اور اسراف کا مَظِنَۃ (احتمال) ہو سکتا ہے اس لیے ممسوح پر عطف ڈال کر متنبہ کر دیا تا کہ وضو کرنے والا پانی کے اسراف سے بچے جو حرام اور منہی عنہ ہے۔ (شیخ زادہ علی البیضاوی ج ۲ ص ۹۸)

اور بعض نے کہا کہ ارجلکم کا عطف رؤسکم پر ہے اور امسحوا ب سات لگے گا۔ بایں طور و امسحوا بارجلکم ۔ مگر مسح برؤس و مسح بارجل میں فرق ہے۔ اس فرق کو سامنے رکھ کر و امسحو برؤسکم کے معنے کریں گے اپنے اپنے سروں پر گیلا ہاتھ پھیر دو۔ اور و امسحوا بارجلکم کے معنے یوں کریں گے کہ پاؤں پر تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر اچھی طرح ملو تا کہ کوئی (بال برابر) جگہ بھی خشک نہ رہ جائے۔ تو یہ معنی مسح کا غسل کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غسل خفیف پر مسح کا لفظ اِستعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ:

امیر المؤمنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میں نے جنابت کا غسل کر کے فجر پڑھ لی، پھر دیکھا تو ناخن کی مقدار جگہ خشک رہ گئی ہے جہاں پر پانی نہیں پہنچا۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: لو کنت مسحت علیہ بیدك اجزاك یعنی اگر تو اس جگہ پر ہلکا سا ہاتھ بھی پھیر لیتا تو یہ کافی ہو جاتا۔ اس کے معنی مرقاۃ میں لکھتے ہیں: ای غسلتہ غسلا خفیفا یعنی اسے خفیف سا دھو لیتا۔ (مشکوٰۃ ص ۴۴۹) بعض نے کہا ہے کہ مسح کے معنی دلک (ملنے) کے ہیں۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ خوب مل مل کر پاؤں کو دھوئیے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت امام علامہ قاضی ابو البقاء (ایوب) بن سید شریف (موسیٰ) حسینی حنفی کفوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ امام لغت عرب حضرت ابو عبیدہ معمر بن المثنی بصری (متوفی ۲۰۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے کہ مسح کے معنی مس یعنی چھونے کے ہیں۔ اور مسح کا اطلاق غسل پر آیا ہے۔ اس لیے جب مسح کی نسبت رأس یعنی سر کی طرف کریں گے تو اس کے معنی مس یعنی چھونے کے ہوں گے یعنی سر پر گیلا ہاتھ چھولیں یا پھیر دیں۔ اور جب مسح کی نسبت رجل (پاؤں) کی طرف ہو تو اس کے معنی غسل یعنی دھونے کے ہوں گے۔ یعنی پاؤں پر تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر مل کر دھونا۔ (کلیات ابو البقاء ص ۳۴۵)

اس کے بعد حضرت علامہ قاضی ابو البقاءؒ نے اعلم کہ کر تنبیہ فرمائی ہے۔ کہ اسم کا اس پر عطف بالواو اس مقصد کیلئے ہوتا ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ ہر دو کی مشارکت ہو صرف جنسِ فعل یا نوع فعل میں قطع نظر کم، کیفی، وضع، ملک، متیٰ، این، اضافت سے اور کم، کیف وغیرہ میں ان دونوں کا باہم شریک ہونا لازمی امر نہیں۔ اسی لیے وامسحو برؤ سکم وارجلکم الی الکعبین کے معنے یہ کریں گے کہ سروں کا مسح کرو اور پاؤں دھوو۔ کیونکہ قاعدہ بالا کی رو سے عطف اس بات کا موجب نہیں کہ سر کی طرح پاؤں کا بھی مسح کیا جائے۔ کیونکہ عرب لوگ مسح کا لفظ دو معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ (۱) نضح چھڑکنا یا ہاتھ لگانا (۲) غسل (دھونا) اور یہ دونوں طہارت کی جنس میں سے ہیں۔

اور حضرت ابو زید لغویؒ نے عرب کا محاورہ پیش کیا ہے کہ عرب لوگ اپنے محاورہ میں کہتے ہیں۔ تمسحت للصلوۃ یعنی میں نے نماز کے لئے وضو کیا۔ تو جب مسح کی دو قسمیں ہوئیں تو ہر عضو کیلئے مسح کا وہی معنی لیں گے جو اس عضو کے مناسب اور لائق ہو۔ اس

لیے سر کے مناسب مسح کے معنی ہاتھ لگانے کے ہوں گے یعنی سر پر گیلا ہاتھ پھیرنا۔ اور پاؤں کے مناسب مسح کے معنی غسلِ خفیف کے ہوں گے تو معطوف و معطوف علیہ ہر دو طہارت ہی کی جنس میں سے ہیں مگر ان ہر دو میں کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے فرق ہے۔ وہ اس طرح کہ سر کے مسح کا تکرار مسنون نہیں ہے۔ اور پاؤں کو تین بار دھونا سُنت ہے۔ نیز سارے سر کا مسح بھی فرض نہیں، البتہ سُنّت ہے، مگر پاؤں اگر ناخن یا بال کے مقدار میں بھی خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوگا۔ جیسا کہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۵ اور السنن الکبریٰ ج ۱ ص ۷۰ میں امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔

اور ایک مفہوم یہ ہے کہ اَرْجُلَکُم اور اَرْجُلِکُم دونوں قراءتیں بمنزلہ دو آیتوں کے ہیں اور دونوں واجب العمل ہیں۔ مگر مواقع الگ الگ ہیں، یعنی پاؤں دھونے کا حکم اس وقت ہے جب پاؤں میں موزے نہ ہوں اور مسح کا حکم اس وقت ہے جب پاؤں میں موزہ یا جرموق ہو تو پاؤں دھونا حکمِ قرآنی سے بصراحت ظاہر ہوا اور **موزوں پر مسح کرنا** قراءۃ ارجلِکم سے بہ تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوا۔ جو متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ جس کے راوی اس قدر کثرت سے ہیں کہ ان پر جھوٹ کا گمان نہیں ہوسکتا، جیسے:

۱۔ امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیقؓ	۲۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروقؓ
۳۔ امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰؓ	۴۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ
۵۔ سیدنا سلمان فارسیؓ	۶۔ سیدنا انس بن مالکؓ
۷۔ سیدنا جریر بن عبداللہ البجلیؓ	۸۔ سیدنا مغیرۃ بن شعبہؓ

۹۔ سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ
۱۰۔ سیدنا عمرو بن امیہؓ
۱۱۔ سیدنا حذیفہ بن الیمانؓ
۱۲۔ سیدنا بلال بن رباحؓ
۱۳۔ سیدنا بریدۃ بن حُصیبؓ
۱۴۔ سیدنا صفوان بن عسالؓ
۱۵۔ سیدنا خزیمہ بن ثابتؓ
۱۶۔ سیدنا ثوبانؓ مولی النبیؐ
۱۷۔ سیدنا ابی بن عمارۃؓ
۱۸۔ سیدنا سہل بن سعدؓ
۱۹۔ سیدنا عوف بن مالکؓ
۲۰۔ سیدنا ابوایوب انصاریؓ
۲۱۔ سیدنا ابوھریرۃؓ
۲۲۔ سیدنا ابوبرزۃ نضلہ بن عُبیدؓ
۲۳۔ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ
۲۴۔ سیدنا جابر بن عبداللہؓ
۲۵۔ سیدنا ربیعہ بن کعبؓ
۲۶۔ سیدنا اسامہ بن شریکؓ
۲۷۔ سیدنا براء بن عازبؓ
۲۸ سیدنا عویجہ بن مسلمؓ
۲۹۔ سیدنا ابوطلحہؓ
۳۰۔ سیدنا مسلم بن یسارؓ
۳۱۔ سیدنا ابواوس بن اوسؓ
۳۲۔ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ
۳۳۔ سیدہ ام سعد انصاریہؓ
۳۴۔ سیدنا خالد بن عرفطہؓ
۳۵۔ سیدنا عبادۃ بن صامتؓ
۳۶۔ سیدنا ابوامامہ باہلیؓ
۳۷۔ سیدنا شرید ثقفیؓ
۳۸۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن بلالؓ
۳۹۔ سیدنا عمرو بن حزمؓ
۴۰۔ سیدنا عمرو بن بلالؓ
۴۱۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن حسنہؓ
۴۲۔ سیدنا عبداللہ بن رواحہؓ
۴۳۔ سیدنا اسامہ بن زیدؓ
۴۴۔ سیدنا مالک بن سعدؓ

۴۵۔ سیدنا ابوھریم عبیدؓ ۴۶۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ

۴۷۔ سیدنا ابوذر غفاریؓ۔ وغیرھم۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

اس طرح یہ حدیث قولاً وفعلاً متواتر ہوئی۔ دیکھو حواشی اصول الشاشی متعلقہ ص ۷۰ از علامہ محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ تعالی۔

تو یہ تھا اصل مسئلہ کہ قرآن مجید سے وضو میں پاؤں دھونا ثابت ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بمطابق حُکمِ قرآن وضو میں پاؤں دھوتے تھے۔ اور آپؐ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی وضو میں پاؤں دھونے کا طریقہ ہی تعلیم فرمایا۔ پھر جس کسی کا پاؤں ذرا سا بھی خشک رہ جاتا تھا تو اسے واپس بھیجتے کہ جاؤ اچھی طرح وضو کر کے آؤ اور پھر نماز پڑھو۔ اور ایڑی خشک رہنے پر وعید سناتے اور اُنگلیوں کے خلال کا لازمی حکم دیتے اور انگلیوں کے اندر کی جگہ خشک رہنے پر بھی وعید سناتے۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی وضو میں پاؤں دھوتے تھے اور اپنے ساتھیوں اور شاگردوں کو بھی یہی طریقہ بتلاتے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق وضو کر کے دکھاتے تو اس میں پاؤں بھی دھوتے تھے۔ مگر بعض روایات ایسی بھی ہیں جن سے متبادر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں پر مسح کیا جائے اور دھویا نہ جائے۔ اس لیے یہ ضروری ہوگیا کہ ان روایات کی اصل حقیقت سے آگاہ کیا جائے تاکہ عوام کے اذہان میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات زائل ہوں۔

غسل رجلین یعنی پاؤں کو دھونا

گذشتہ آیت کریمہ سے وضو کے چار فرائض معلوم ہوئے اور اہل سنت والجماعت کا وضو میں فرائض کا مستدل بھی یہی مقام ہے۔اور وہ ہے کہ

(۱) چہرہ دھونا، (۲) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا

(۳) سر کا مسح کرنا (۴) ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا۔

چنانچہ نبی کریمؐ نے خود بھی اس حکم پر عمل کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس کا حکم دیا جو درج ذیل احادیث میں موجود ہیں۔

۱۔حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاصؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے وضو کا طریقہ دریافت کیا گیا تو رسول خدا ﷺ نے برتن میں پانی منگوا کر فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(اور وضو کے آخر میں) آپؐ نے اپنے پاؤں تین تین بار دھوئے اور ارشاد فرمایا کہ وضو اس طرح ہوتا ہے۔(ابوداؤد ص ۲۰)

۲۔حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراد قیسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے غَسَلَ رِجْلَیْهِ بِیَدَیْهِ کِلْتَیْهِمَا یعنی اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔(نسائی ص ۳۰)

۳۔حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ نے رسول کریم ﷺ کے وضو کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور ﷺ نے اپنے دونوں پاؤں کو تین تین دفعہ دھویا۔(ابوداؤد ص ۱۹، بیہقی ۷۲)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کروتو مکمل وضو کیا کرو اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی تمام انگلیوں کے درمیان پانی ڈالا کرو۔ (کنزالعمال ص ۳۰۵ جلد نمبر ۱)

۵۔ حضرت عمرو بن عبسہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرمؐ وضو فرماتے وقت ٹخنوں سمیت اپنے دونوں پاؤں دھویا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ (بیہقی ص ۷۱)

۶۔ اسی طرح عبدالرحمٰن بن حبلی نے فرمایا کہ میں نے خود حضرت رسول اکرم ﷺ کو اپنے پاؤں کے انگلیوں کے درمیان والی جگہ کو چھینگلی کے ساتھ ملتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بیہقی ۷۶)

۷۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کے میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ آپ نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ (نسائی ص ۲۹)

۸۔ حضرت ابوھریرہؓ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وضو کرتے وقت ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال ضرور کیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان انگلیوں کا خلال آگ کے ساتھ کرے۔ (کنزالعمال ص ۳۰۱ ج ۹)

۹۔ اور اس جیسی روایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بھی منقول ہے۔ (ترمذی ص ۱۶)

قارئین کرام رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے ساتھ شفقت ومحبت کا معاملہ فرمایا۔ کہ ہمیں اس بات کی خبردی کہ قیامت کے دن عذاب سے بچنے کیلئے ایک قابل گرفت بات ہے اپنے آپ کو بچاؤ اور روایت کرنے والے حضرات ابوھریرہؓ ام المومنین حضرت

عائشہ صدیقہؓ اور واثلۃ بن اسقعؓ ہے تو گویا وضو میں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا عظیم کام ہے اور نبی ﷺ نے خلال کرنے والوں کی تعریف کی ہے۔

۱۰۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ لوگ بہت ممدوح اور قابل ستائش ہیں جو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال پانی کے ساتھ کرتے ہیں (ترمذی ص۱۶ کنز العمال ص۱۳۰ ج۹)

۱۱۔ حضرت عمرو بن عبسہؓ اور حضرت مرۃ بن کعبؓ نے فرمایا قَالَ وَاِذَا غَسَلَ رِجْلَیْهِ خَرَجَتْ خطایاهُ من رِجْلِیْهِ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا ص ۲)

۱۲۔ حضرت ابوامامہؓ نے بیان فرمایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب وضو کرنے والا پاؤں دھوتا ہے تو دونوں پاؤں پر ساتھ لگے ہوئے گناہ گر جاتے ہیں۔ واذا غَسَلَ قَدَمَیْه حُطَّ ما اصابَ بِرِجْلیه (کنز العمال جلد۹ ص ۲۸۸)

۱۳۔ اور کنزل العمال جلد نمبر۹ اور صفحہ نمبر ۲۸۹ میں ایک دوسری روایت ہے جس میں الفاظ مذکور ہے فاذاغسل رجلیه سقطت خطایا رجلیه من بطون قدمیه نبی کریم ﷺ نے جس طرح ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے خلال کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ اور نہ کرنے والوں کو وعید سنائی تو اس طرح وضو کے دوران پاؤں کی ایڑیوں کے خشک رہنے پر بھی جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

۱۴۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ کا ارشاد گرامی نقل فرمایا ہے کہ ویلٌ للاعقابِ مِنَ النارِ (مسلم ص۱۲۶ مسند امام اعظم ص۲۹)

۱۵۔ حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وضو پورا پورا کیا کرو خشک رہ جانے والی ایڑیاں دوزخ کی وادی میں عذاب پائیں گی ۔(ترمذی ص۱۶ کنز العمال جلد۹ ص۳۰۶)

۱۶۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے یہ فرمان منقول ہے کہ ویل للاعقاب من النار (ابن کثیر ج۶ ص۹۲)

۱۷۔ اور یزید بن جابرؓ نے بھی نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ ویل اللعقرایب من النار (ابن کثیر ج۶ ص۹۲)

۱۸۔ حضرت عبداللہ بن الحارثؓ نے بھی حضرت نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ویل للاعقاب وبطون الاقدام من النار ۔یعنی کہ وضو کے درمیان خشک رہ جانے والی ایڑیاں اور پاؤں کا نچلا حصہ (پیٹ) (یا تلوے) دوزخ میں عذاب پائیں گے ۔(ترمذی ص۱۱۶، ابن کثیر ص۹۲ ج۶)

۱۹۔ امہات المؤمنین سے روایت ہے کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے پاؤں کی پشت پر معمولی مقدار کی جگہ خشک رہ گئی تھی جہاں پانی نہیں پہنچا تھا تو رسول اکرم ﷺ نے اسے دوبارہ وضو کرنے اور نماز لوٹانے کا حکم فرمایا (تفسیر ابن کثیر ص۹۳)

قارئین کرام:

معمولی سی جگہ کے خشک رہ جانے پر نبی ﷺ نے آدمی کو وضو اور نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک ناخن کی مقدار جگہ خشک رہ جانے پر بھی حضرت نبی کرم ﷺ نے ایک آدمی کو دوبارہ وضو کرنے اور نماز لوٹانے کا حکم فرمایا۔

۲۰۔ خلیفہ ثانیؓ عمر ابن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے وضو کیا تو اس کے پاؤں پر ایک ناخن کی مقدار جگہ خشک رہ گئی تو اس پر حضرت نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ واپس جاؤ اور احسن طریقے سے دوبارہ وضو کرو۔ (مسلم ص ۱۲۵ ج ۱ کنز العمال ج ۹ ص ۳۰۹)

۲۱۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ کَانَ رسول اللہ یَتَوَضاءُ وَ یُخَلِّلُ بین اَصابعِہِ ویدلك بَیْنَ عَقِبَیْہِ (سنن دارقطنی ۹۵ ج ۱)

۲۲۔ حسن ابن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی وضو کرتے ہی حضرت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے قدم پر ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی تھی تو حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا واپس جا کر احسن طریقے سے پھر وضو کر کے آؤ (السنن الکبری للبیہقی ص ۷۰)

۲۳۔ حضرت مستورد بن شدادؓ فرماتے ہیں رایتُ رسولَ اللہِ توضاَ وَ خلَّلَ اَصابعَ رِجلیہِ بخِنصَرِہِ (مسند بزار ص ۳۳۰ ج ۸)

۲۴۔ حضرت لقیط بن صبرۃؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اذا توضأت فَاَسْبِغِ الوضوء وَخَلِّلْ بَیْنَ الاَصابِعْ (سنن نسائی ص ۲۰۶ ج ۷ ابوداود ۱۹ ج ۱)

۲۵۔ حضرت ابوبکرۃؓ فرماتے ہیں رایْتُ رسولَ اللہِ توضاَ ثم غسلَ رجلیہ ثلاثا و خلَّلَ بین آصابعَ رجلیہ (مسند بزار ص ۱۲ ج ۹)

ایک اہم بات:

یہ مذکورہ روایات منقول ہے محسن اعظمؐ سے جس سے ثابت ہوا ہے کہ وضو کا چھوتا فرض ٹخنوں تک پاؤں دھونا ہے اور اسمیں ذرا بھی کوتاہی نہیں ہونا چاہئے بلکہ خاص اہتمام کرنا ہے کیونکہ اگر معمولی حصہ بھی خشک رہ جائے تو نماز ادا ہی نہیں ہوگی چاہے بھول کی وجہ سے یا غفلت کی وجہ سے کوئی حصہ خشک رہ جائے۔

اور جو کوئی قصداً پاؤں نہ دھوئیں اور ساتھ دوسرے ساتھیوں کو بھی حکم دے پاؤں نہ دھونے کا بلکہ حکم تو درکنار کہ دھونے سے منع کرے تو ایسے آدمی کا وضو ضائع اور فضول ہے۔ اور نماز ادا کرتا ہے تو ماسوائے ماتھا رگڑنے کے اسے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ ایسے لوگ اہل اسلام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو اس سلسلے میں چند احادیث پیش کی گئی ہے۔ جن سے نبی ﷺ کے وضو کا طریقہ اور حکم واضح کیا گیا ہے۔ امید ہے منصفین کیلئے کافی ہونگی ورنہ روایات اور بھی کثرت سے موجود ہے۔

صحابہ کا اتفاق مسح پر یا پاؤں دھونے پر

اب نبی کریم ﷺ کے جانثار صحابہ کرام کا طریقہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔ اور یہ وہ صحابہ کرام ہے جنکے بارے میں میرے نبی ﷺ نے فرمایا **علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔ (ترمذی)**

۱۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰؒ فرماتے ہیں کہ تمام اصحاب رسول اللہ ﷺ وضو میں پاؤں دھونے کے معاملہ میں اتفاق رکھتے ہیں۔ (درمنثور سیوطی ص ۲۹ ج ۶)

۲۔ حضرت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فرمایا کہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی سے بھی پاؤں دھونے میں اختلاف ثابت نہیں۔

۳۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے وضو کے دوران کسی صحابی کو پاؤں پر مسح کرتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ پاؤں دھوتے تھے (در منثور ص ۲۹ ج ۶)

۴۔ علامہ ابن العربیؒ نے فرمایا کہ امت نے اس بات پر اتفاق کیا ہے۔ کہ وضو میں پاؤں دھونا واجب یعنی (فرض) ہے اور معلوم نہیں کسی نے اس سے اختلاف کیا ہو سوائے ابن جریر (ابن رستم شیعہ) اور فرقہ رافضہ کے اور اسی طرح کے الفاظ شیخ عبدالحق محدث شاہ دہلویؒ نے بھی لکھے ہیں۔

صحابہ کرام نے وضو کر کے بھی دکھایا

صحابہ کرامؓ نے اپنے شاگردوں کے سامنے حضرت نبی کریم ﷺ کے سکھائے ہوئے طریقے کے مطابق وضو کر کے دکھایا اور فرماتے تھے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے وضو کرنے کا طریقہ یہی تھا۔

چنانچہ: (۱) امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے پانی منگوا کر حاضرین کو وضو کر کے دکھایا اس میں انہوں نے پہلے دایاں پھر بایاں پاؤں تین تین بار دھو کر فرمایا جس کو اچھا لگے کہ حضرت رسول کے وضو کا طریقہ معلوم کرے تو آپؐ کے وضو کا طریقہ یہی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۷ ج ۱، ابوداؤد ص ۱۶)

(۲) اس طرح حضرت ابوھریرہؓ نے وضو کر کے دکھایا جس میں دونوں پاؤں دھوئے پھر فرمایا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو اس طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے جسطرح سے تم نے وضو کرتے ہوئے مجھے دیکھا (مسلم شریف ص ۱۲۶)

(۳) حضرت عثمانؓ نے وضو کر کے دکھایا جس میں آپؓ نے دونوں پاؤں بھی دھوئے پھر فرمایا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے جسطرح تم نے وضو کرتے ہوئے مجھے دیکھا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیعہ ص ۹ ج ۱)

(۴) شاگردان علی نے کیا فرمایا حضرت علیؓ کا پہلا شاگرد ابوحیہ ابن قیس ودائی رحمۃ اللہ علیہ

یہ فرماتے ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو ٹخنوں سمیت پاؤں دھوتے ہوئے دیکھا پھر فرمایا کہ میری خواہش یہ ہے کہ میں تمھیں تمہارے نبی کا وضو دکھاؤں تو وہ وضو یہی ہے۔ (ابوداؤد ص ۱۷ ج ۱ نسائی ۳۱-۲۸)

(۵) حضرت علی کا دوسرا شاگرد حضرت عبد خیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عبد خیر فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز پڑھ کر حضرت علیؓ کھلے میدان میں تشریف فرما ہو گئے اور ایک لڑکے سے فرمایا کہ جا کر پانی کا ایک لوٹا لے آؤ لڑکے نے پانی کا لوٹا لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا آپؓ نے وضو فرمانا شروع کیا اور ہم انہیں دیکھتے رہے۔

آخر میں آپؓ نے تھوڑا تھوڑا پانی لے کر دائیں ہاتھ سے پاؤں پر تین بار ڈالا اور خوب دھویا پھر اسی طرح تھوڑا تھوڑا پانی لے کر دائیں ہاتھ سے بائیں پاؤں پر بھی تین بار ڈالا اور اسے بھی خوب دھویا پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر چلو میں پانی لے کر پی لیا پھر فرمایا کہ حضرت نبیؐ کے وضو کا طریقہ یہی تھا اور جو کوئی رسولؐ کے وضو کو دیکھنا چاہتا ہو تو وہ دیکھ لے یہ تھا نبیؐ کے وضو کرنے کا طریقہ۔(دار قطنی ص ۳۳ طحاوی ص ۲۱ ج ۱)

(۶) حضرت علی کا تیسرا شاگرد حضرت زر بن حُبیشؒ فرماتے ہیں

کہ کسی نے حضرت علیؓ سے حضورؐ کے وضو کے بارے میں دریافت کیا تو آپؓ تو پہلے دور جا کر قضائے حاجت سے فارغ ہوئے پھر آپؓ نے دریافت کیا کہ حضرت نبی اکرمؐ کے طریقہ وضو کے بارے میں سوال کرنے والا کہا ہے جب وہ حاضر ہوئے تو حضرت علیؓ نے وضو شروع فرمایا سب سے پہلے آپؓ نے تین مرتبہ دونوں ہاتھ دھوئے۔۔۔۔۔اور آخر میں تین تین مرتبہ دونوں پاؤں دھوئے پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول اکرم ﷺ اس طرح وضو فرمایا کرتے تھے(سنن ابی دواؤد ص ۱۶ اور السنن الکبری ص ۷۴-۷۵ ج ۱)

(۷) حضرت علی کا چوتھا شاگرد حضرت عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰؒ

یہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنینؓ کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے اس میں بھی پاؤں کے دھونے کا ذکر صراحتاً موجود ہے۔(ابوداؤد ص ۱۷)
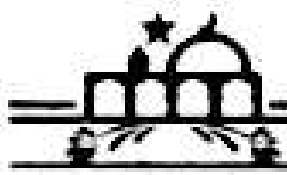
(۸) حضرت علی کا پانچواں شاگرد ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں

کہ میرے پاس حضرت علی ابن ابی طالبؓ تشریف لائے اور قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد وضو کیلئے پانی کا برتن منگوایا ہم نے پانی کا برتن لاکر پیش کیا آپؓ نے فرمایا کہ اے ابن عباسؓ کیا میں آپکو نہ دکھاؤں کہ حضرت رسول اکرم ﷺ وضو کس طرح فرماتے تھے تو میں نے عرض کیا کہ ضروری دکھایئے اس پر آپؓ نے برتن سے پانی لے کر اپنے ہاتھ دھوئے ----- پھر آپ نے دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے اور پانی کا چلو لے کر پاؤں کو اچھی طرح ملا پھر دوسرے پاؤں کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا۔ (ابوداؤد ص ۱۷)

(۹) حضرت علی کا چھٹا شاگرد حضرت حارث اعورؒ فرماتے ہیں

کہ حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا

کہ اغسلوا القَدَمَیْنِ اِلی الکعبین کما امرتم (ابن کثیر ص ۹۴ ج ۲)

(۱۰) حضرت علیؓ کا ساتواں شاگرد

حضرت علیؓ کے صاحبزادے حضرت فاطمہ کے لخت جگر اور رسول اکرم ﷺ کے نواسے فرماتے ہیں کہ میرے اباجان نے مجھ سے وضو کیلئے پانی منگوایا میں وضو کا پانی لے

آیاتو پھر آپؓ نے وضو فرمایا۔۔۔۔۔۔۔پھر آپؓ نے اپنے دونوں پاؤں دھوئیں پہلے اپنا دایاں پاؤں تین مرتبہ ٹخنوں سمیت دھویا۔۔۔۔۔۔۔پھر فرمایا کہ میں نے تمہارے بڑے ابا جان حضرت رسول اکرم ﷺ کو اس طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا جسطرح میں نے کیا (نسائی ص ۲۸)

اب تو: آپ کے علم میں یہ بات ذہن نشین ہوگئی ہوگی کہ امیر المؤمنین حضرت علیؓ کا وضو میں پاؤں دھونے کا ہی عمل رہا ہے۔ اور پاؤں پر مسح کرنا آپؓ کا معمول نہ تھا۔ اور خود حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جسطرح میں خود وضو کرتا ہوں اسطرح نبی کریم ﷺ بھی وضو فرماتے تھے۔ یعنی وضو میں پاؤں اہتمام کے ساتھ دھویا کرتے تھے۔

(۱۱) حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ لان یقطعا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَمْسَحَ عَلَی الْقَدَمَیْنِ یعنی میرے نزدیک پاؤں پر مسح کرنے سے ان کا کٹ جانا زیادہ پسندیدہ ہے۔
(شیخ زادہ ص ۹۸ ج ۲)
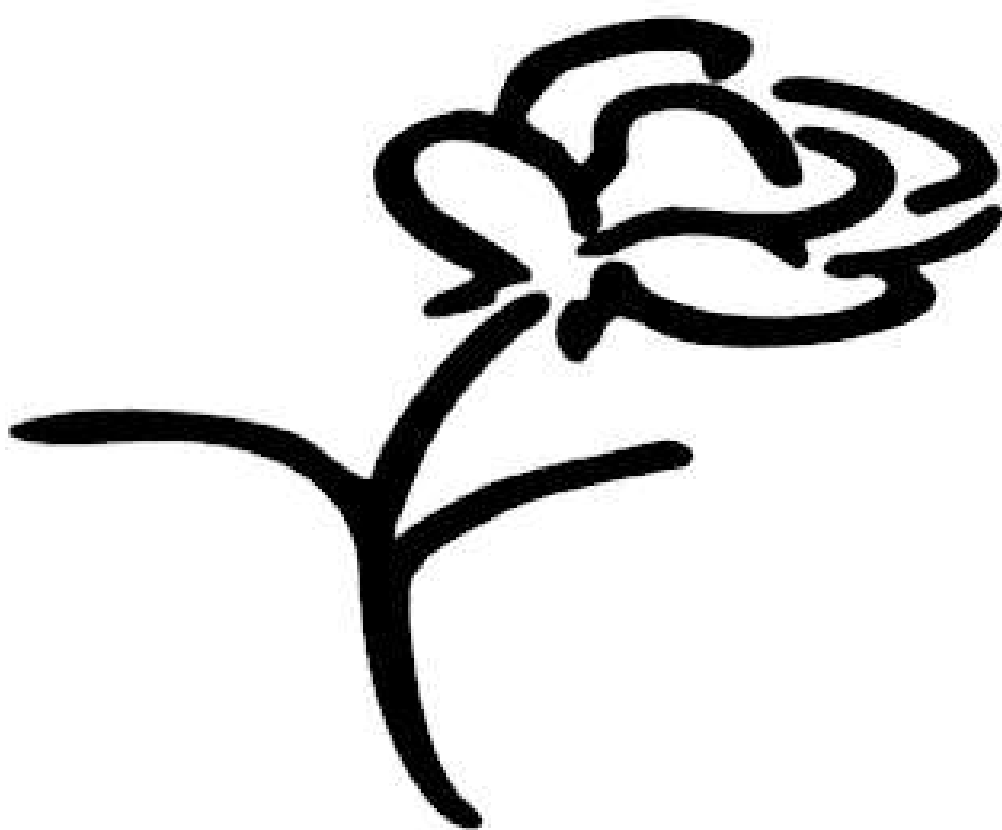
ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا عمل ان کے شاگردوں سے

۱۲۔ حضرت سعید بن جبیرؒ کا قول

فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضور ﷺ کے وضو کا طریقہ نقل کر کے فرمایا کہ۔۔۔۔ پھر آپؐ نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے پھر سعید ابن جبیر فرماتے ہے کہ میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے بھی اس طرح وضو کیا جسطرح حضرت نبی کریم ﷺ نے وضو فرمایا تھا۔ (مسند احمد بن حنبل ص ۳۶۹ ج ۱)

۱۳۔ حضرت ابن عباس کے دوسرے شاگرد حضرت صالح التوٴمة

فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ آپؐ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ

خَلِّلْ اَصَابِعَ یَدَیْكَ وَرِجْلَیْكَ یعنی کہ اسباغ الوضوء کہ پورا اور کامل وضوء کرنے میں یہ بات بھی ضروری ہے کہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کیا کرو۔ (مسند امام احمد بن حنبل ص ۲۷۸ ج ۱)

اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال اس وقت ہی ممکن ہے کہ جب ہاتھ پاؤں دھوئے جائے لہٰذا وضو میں اصل پاؤں کا دھونا ہے نہ کہ مسح کرنا۔

۱۴۔ حضرت ابن عباس کا اپنی آنکھوں دیکھا حال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

دَخَلْتُ عَلیٰ رسولِ الله وهو يَتَطهر....و غَسَلَ رجليه حتیٰ اَنقاهُماَ فقلت يا رسول اَللّٰهِ هكذا التَطهُرُ قال هكذا امرنی ربی عزو جل.

(معجم اوسط ص ۳۷۷ ج ۲)

۱۵۔ حضرت عثمانؓ کا عمل

دعَا عُثمَانُ بِانَا ءٍ فَاَفْرَ غ عَلیٰ كَفيهِ ثلث مِرارِ....ثم غسل رجليه ثلث مِرارِ الى الكعبين ثم قال قال رسول اللّٰه من تو ضَاَ نَحْووضو ئی هذا ثم صَلیٰ لا يُحدث فيهانفسه غُفِرَ له ما تقدم من ذنبه. (بخاری ص ۲۸ ج ۱)

۱۶۔ حضرت عبداللہ بن انیسؓ فرماتے ہیں

الااُريكم كيف توضاء رسول اللّٰه........وغَسَلَ رجليه ثلاثاً وَقَالَ هكَذا رايتُ رسول اللّٰه ﷺ حِبْی يتوضاءُ (معجم اوسط ص ۲۷۵ ج ۴)

۱۷۔حضرت ابو مالک الاشعریؓ کا عمل

اِنَّہُ اَجْمَعَ اصحابَہُ فقال ھَلُمَّ اُصَلّیَ صلاۃ نبی اللّٰہ........فدعا بِجَفْنَۃٍ من ماءٍ....وَغَسَلَ قَدَمَیْہِ ۔(مسند احمد ص ۳۴۱ ج ۵)

فائدہ:۔ معلوم ہوا کہ وضو میں غسل رجلین کا حکم قرآن کی نص قطعی اور احادیث متواترہ قطعیہ سے ثابت ہے اس لئے پاؤں دھونا فرض قطعی ہے۔

جوربین کی قسمیں

ثخین اور صفیق: وہ جوربین ہیں جن میں چار صفات ہو۔

۱۔ان میں مناسب فاصلہ یعنی کم از کم تین میل یا دن رات بغیر جوتے کے لگاتار چلنا ممکن ہو۔

۲۔اتنی سخت اور موٹی ہو کہ بغیر باندھے اور پکڑنے کے پاؤں پر کھڑی رہیں۔

۳۔نظر ایک طرف سے دوسری طرف نہ گزرے

۴۔پانی کو جذب نہ کرے۔

ثخانت کی علامات

۱۔بغیر باندھے کے پنڈلی پر کھڑی رہے

۲۔جراب اتنی سخت ہو کہ جب زمین پر رکھی جائے تو وہ سیدھی کھڑی رہے اور مڑے نہیں

۳۔کہ اس سے سورج کی شعاع یعنی سرخی نہ دیکھی جاسکے

ٹخنین کو پانی میں داخل کیا جائے بھی اسکو فوراً نکالا جائے اور پانی اس کے اندر کی طرف سرایت نہ کرے اوران چار صفتوں والی جراب موزوں جیسی ہوتی ہے۔

رقیق:

وہ جوربین جن میں مذکورہ بالا تین شرطوں میں سے کوئی شرط نہ ہو یہ جوربین نہ موزوں جیسی ہوتی ہے اورنہ ان پر موزوں کا حکم لگتا ہے۔

مجلد: وہ جوربین جن پر ٹخنوں سمیت نیچے اوپر چمڑا لگا ہوا ہو یعنی موزوں میں پاؤں کے جتنے حصہ کا چھپا ہوا ہونا ضروری ہے اتنے حصے پر چمڑا لگا ہوا ہو۔

منعل: کے بارے میں دوقول ہے (۱) وہ جوربین جن کے تلوے پر چمڑا لگا ہوا ہو۔

(۲) وہ جوربین جن پر ٹخنوں سے نیچے ایڑی اور تلوے پر اور اوپر سے انگلیوں پر چمڑا چڑھا ہوا ہو۔

روایات مسح کے متعلق علماء کرام کی رائے

اس سے پہلے کہ ان روایات کو ذکر کیا جائے جس سے قائلین مسح علی الجوربین پر استدلال کرتے ہی۔ تو مسح علی الجوربین والی احادیث کے متعلق علماء کرام کے تاثرات کیا ہے۔

اہل حدیث کے بانی شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جرابوں پر مسح کی کوئی صحیح دلیل نہیں ملتی اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہے۔ (فتاوی نذیریہ ص ۳۲۷ ج ۱)

۲۔حافظ عقیلی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ وَالْاَ سانِیدُ فِیْ الْجَوْرَبِیْن والنَّعْلَیْنِ فِیْهاَ لِیْنٌ (الضعفاء الکبیر ص۳۶ ج ۷)

ترجمہ: یعنی جوربین اور نعلین پر مسح کی حدیثوں کی سندوں میں ضعف ہے۔

۳۔غیر مقلد مولوی عبدالرحمٰن مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں۔والحاصل انّه لَیْسَ فی باب المسح علی الجوربین حدیث مرفوعُ صَحیحِ خالٍ من الکلام هذا ما عندی. (تحفۃ الاحوذی ص۲۸۴ ج۱)

۴۔مبارکپوری صاحب ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔وَ امّا الْمَسْحُ عَلَی الْجُوْرَبِیْنِ فَلَمْ یَرِدُ فِیْه حدیثٌ اُجْمِعَ عَلیٰ صِحَّتِهٖ ومَاورد فیه فقد عرفت ما فیه من المقال ۔(تحفۃ الاحوذی ص۱۸۵ ج۱)

بہرحال مسح علی الجوربین کے بارے میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جسکی صحت پر اجماع ہو اور جتنی حدیثیں بھی مسح علی الجوربین کے بارے میں وارد ہوئی ہے اس پر جو اعتراضات ہے آپکو معلوم ہے۔

۵۔ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔لَمْ یَقُمْ علی جوازہِ دلیل ُصحیح و کُلُّ ما تمسك به المجوزون ففیه خدشة ظاهرة ۔(فتاوی ثنائیہ ص۴۴۳ ج۱) جرابوں پر مسح کے جواز پر کوئی صحیح دلیل قائم نہیں ہوئی اور قائلین جواز کی سب دلیلوں پر واضح خدشات ہے۔

روایات مسح علی الجوربین کی تحقیق

نمبرا۔ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ والی روایت

عن ابی سنان عیسیٰ بن سنان عن الضحاک بن عبدالرحمٰن عن ابی موسیٰ قال رایت رسول اللہؐ یمسح علی الجوربین وَ النَّعْلَیْنِ۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۲۸۴ ج۱)

ترجمہ: ابوسنان عیسیٰ بن سنان روایت کرتے ہیں ضحاک بن عبدالرحمٰن سے وہ ابوموسیٰ الاشعریؓ سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرام ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ جوربین اور جوتیوں پر مسح کرتے تھے۔

حدیث کا مرتبہ:

یہ حدیث دو طرح سے ضعیف ہے۔ (۱) ضحاک ابن عبدالرحمٰن کا ابوموسیٰ اشعریؓ سے سماع ثابت نہیں۔ اس لئے حدیث کی سند میں انقطاع ہے۔ اور جس حدیث کی سند میں انقطاع ہو وہ حدیث ضعیف ہوتی ہے۔ کیونکہ صحت حدیث کیلئے شرط ہے کہ اسکی سند متصل ہو یعنی اس کی سند میں کہیں انقطاع نہ ہو۔ (۲) عیسیٰ بن سنان ضعیف راوی ہے۔ اور جس حدیث کی سند میں ضعیف راوی آجائے وہ حدیث ضعیف ہوتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث میں دو طرح سے ضعف ہے۔ اور اس بات پر محدثین کے اقوال ملاحظہ ہو۔

نمبرا: امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وانّما قال ابو داؤد لَیسَ بمتصل لانه رواه الضّحاك بن عبد الرحمن عن ابی موسیٰ قال البهیقی لم یثبت سماعه عن ابی موسیٰ و انّما قال لیس بقوی لان فی اسناده عیسیٰ بن سنان ضعیف لا یحتج به وقد ضعفه یحییٰ بن معین (نیل الاوطار ص۱۹۹ ج۱)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث ابی موسیٰؓ متصل نہیں کیونکہ اس کو ضحاک بن عبدالرحمٰن نے ابوموسیٰؓ سے روایت کیا ہے اور بقول امام بیہقیؒ ضحاک کا ابوموسیٰؓ سے سماع ثابت نہیں اور غیر قوی اس وجہ سے کہا ہے کہ اس کی سند میں عیسیٰ بن سنان راوی ہے جو ضعیف ہے اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔

نمبر۲: امام بیہقیؒ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ کی مذکورہ بالا حدیث لکھ کر فرماتے ہیں

اَلضَّحاكُ بنُ عبد الرحمن لَمْ یثبُت سِمَاعَه عن ابی موسیٰ و عیسی بن سنان ضعیف لا یُحْتَجُّ به۔ (سنن کبریٰ للبیہقی ص۲۸۵ ج۱)

ضحاک بن عبدالرحمٰن کا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں اور عیسیٰ بن سنان ضعیف راوی ہے۔ اس لئے اس حدیث کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔
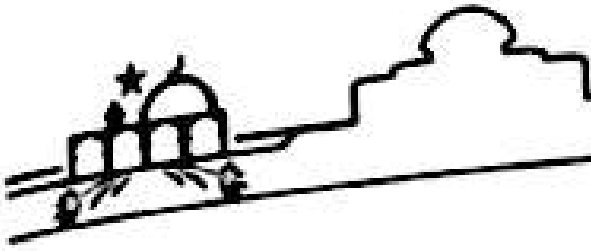
نمبر۳: شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ

امام بیہقی کے اس قول کو نقل کر کے اسکی وضاحت میں فرماتے ہیں۔ والمتصلُ ما سَلِمَ اِسْنَادُہ من سُقوطٍ فی اوّلہ و آخِرِہِ اَوْ وَسْطِہِ بحیث یکونُ کلُّ مِنْ رجالہ سَمِعَ ذالک المرویُّ من شیخہ ولا با القوی اَیْ الحدیث مع کونِہِ غیرُ متصلٍ لَیْسَ بقویٍ من جھۃ ضُعْفِ راویہ و ھُوَ ابو سنان عیسی بن سنان ۔(عون المعبود ص ۱۸۸ ج ۱) یعنی حدیث متصل وہ ہوتی ہے۔ جس کی سند کا اول اور آخر اور درمیان سقوط راوی سے سالم ہو یعنی اس سند کے ہر راوی نے اس حدیث کو اپنے شیخ سے سنا ہو اور اس حدیث کے غیر قوی ہونے سے مراد یہ ہے کہ غیر متصل ہونے کے علاوہ ضعیف راوی کی وجہ سے قوی بھی نہیں اور وہ راوی جو ضعیف ہے عیسی بن سنان ہے۔

نمبر۴: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وروی ھذا ایضاً عن ابی موسی الاشعری عن النبی ﷺ ولیس بالمتصل ولا باالقوی (سنن ابی داؤد ص ۲۱-۲۲ ج ۱) کہ مسح علی الجوربین کی حدیث ابوموسیٰ الاشعریؓ سے مرفوعاً نقل کی گئی ہے۔ لیکن اس حدیث کی سند نہ متصل ہے اور نہ قوی ہے۔

ابو سنان عیسیٰ بن سنان کی حیثیت جارحین کے نزدیک

نمبر ۱: امام نسائیؒ فرماتے ہیں۔

عیسیٰ بن سنان ضعیف (تہذیب التہذیب ص ۱۸۹ ج ۱)

نمبر ۲: زکریا بن یحییٰ الساجیؒ

ذکرہ الساجیؒ فی الضعفاء (تہذیب التہذیب ص ۱۸۹ ج ۱)

نمبر ۳: یعقوب ابن سفیان فرماتے ہیں:

عیسی بن سنان لَیّن الحدیث (تاریخ دمشق ص ۳۰۹ ج ۱)

نمبر ۴: ابو حفص عمر ابن شاہینؒ کے نزدیک

عیسی بن سنان ضعیف (تاریخ یماء الضعفاء والکذابین)

نمبر ۵: امام ذہبیؒ فرماتے ہیں

ابوسنان عیسی بن سنان ضعیف الحدیث (المغنی فی الضعفاء للذہبی ص ۴۹۸ ج ۲)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

کے شاگرد اثرم کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ یعنی امام احمد بن حنبل کو کہا ابو سنان عیسی بن سنان کے متعلق ارشاد فرمادیں تو امام احمد ابن حنبل نے انہیں ضعیف قرار دیا۔
(الجرح والتعدیل ابن ابی حاتم رازی ص ۲۷۷ ج ۶)

اوراس حدیث کی سند سنان کے ضعف کی وجہ سے اس کا نام عیسیٰ بن سنان ہے اس کو امام احمدؒ ،امام ابوزرعہؒ، ابوحاتمؒ، امام نسائیؒ وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ سوائے ابن حبان کے کسی نے اس کی توثیق نہیں کی اور ابن حبان کی توثیق اس راوی کے بارے میں معتبر نہیں جس پر جرح وتعدیل معلوم نہ ہو لہٰذا ایسے راوی کی روایت جسکو متعدد ائمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہو کیسے معتبر ہو سکتی ہے۔

نمبر۲: امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت

ایک حدیث میں ہے جو کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کے طریق سے امیر المؤمنین حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت علیؓ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپؓ نے سر کا مسح کیا اور پھر اپنے دونوں پاؤں کا مسح کیا۔

چنانچہ:

یہ حدیث بالکل من گھڑت اور موضوع ہے کیونکہ اس روایت کی سند میں غیر ثقہ متروک اور کذاب راوی۔ عبدالرحمٰن بن مالک بن مغفل موجود ہے۔ جسے امام نسائیؒ وغیرہ نے غیر ثقہ کہا ہے۔ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور امام دارقطنیؒ نے اس اس شخص کو متروک قرار دیا ہے اور حضرت امام ابوداؤدؒ نے اسے کذاب تک کہہ دیا ہے۔ اور فرمایا کہ کَذَّابٌ یَضَعُ یَفْعُ الْحَدِیْث۔ (لسان المیزان ج ۳ ص ۴۲۷)

لہٰذا اس روایت کو حدیث کہنا ہی غلط ہے۔ اور اسکا بیان کرنا بھی حرام ہے۔ اور اگر کوئی بیان کرے بھی تو ساتھ بتائے کہ یہ روایت من گھڑت اور موضوع ہے تاکہ کوئی شخص یہ روایت سُن کر دھوکہ نہ ہو جائے اور اس کو حدیث سمجھ کر اس پر عامل نہ ہو جائے۔

نمبر۳: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب دوسری روایت

نزال بن سبرۃؒ اور ابراہیمؒ سے مفسر ابن کثیرؒ نے اپنی (تفسیر ج ۶ ص ۸۴) میں نقل کی ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے دونوں پاؤں پر مسح فرمایا تھا اور یہ ذکر کرنے والے حضرات حضرت علیؓ کے شاگرد ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس روایت میں یہ لفظ بھی موجود ہے کہ وضو کر چکنے کے بعد حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ھذا وضوء من لم یحدث کہ یہ اس شخص کا وضو ہے جسکا وضو نہ ٹوٹا ہو اور اس سے معلوم ہوا کہ اگر بے وضو شخص اگر وضو کرے تو اسے پاؤں دھونے چاہئے۔ اور صرف پاؤں پر مسح کر لینے سے وضو نہ ہوگا البتہ باوضو شخص اگر پاؤں پر مسح کرے تو وضو ہو جائیگا۔

نمبر۴: نذال بن سبرۃ رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری منسوب روایت

شرح معانی الآثار للطحاوی ج ا ص ۲۰ اور السنن الکبریٰ للبیہقی ج ا ص ۷۵ میں ہے

یہ حضرات نذال بن سبرۃؒ کی یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے پاس پانی کا لوٹا لایا گیا تو آپؓ نے اس میں اس ایک چلو بھر پانی لیا منہ، ہاتھ، سر اور پاؤں پر مسح کیا۔ اور پھر کھڑے ہو کر بچا ہوا پانی پی لیا پھر فرمایا کہ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو ناپسند کرتے ہیں مگر

حضرت رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کیا تھا۔ جس طرح میں نے کیا ہے۔ اور پھر ارشاد فرمایا ھذا وضو مَنْ لَمْ یحدث کہ یہ وضو اس کیلئے ہے جس کا وضو ٹوٹا ہوا نہ ہو۔

اب غور فرمائے کہ نزال بن سبرہ کی پہلی روایت سے اگر پاؤں کا مسح ثابت ہوتا اسی نزال کی اس روایت سے منہ ہاتھ (بازو) سر اور پاؤں سب کا مسح ثابت ہوتا ہے۔ مگر یہ دونوں عمل اس شخص کے لئے بیان فرمائے گئے ہیں۔ جو کہ بے وضو نہ ہو اگر بے وضو ہو تو اسکے لئے وضو میں پاؤں دھونا ہی لازمی اور فرض ہے۔

نمبر۵: حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت

حَدَّثنا عثمان بن ابی شیبہ عَنْ وکیع عن سفیان الثوری عن ابی قیس الاودی ھو عبد الرحمن بن ثروان عَنْ ھزیل بن شرحبیل عن المغیرۃ بن شعبۃ اَنّ رسول اللہ ﷺ توضاو مسح علی الجوربین والنعلین (سنن ابی داؤد ص ۲۱ ج ۱)

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔

(حدیث کا مرتبہ):۔ ائمہ حدیث کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کے ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کرنے والے سب راویان حدیث اس حدیث کو یوں بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے موزوں پر مسح کیا لیکن اکیلا ابو قیس اس طرح نقل کرتا ہے کہ آپ نے جوربین اور جوتیوں پر مسح کیا اور جو حدیث دوسرے تمام راویان کی احادیث کے خلاف ہو اس کو شاذ کہا جاتا ہے

اور جس روایت پر باقی سب راوی متفق ہوں اسکو معروف کہا جاتا ہے۔اور شاذ روایت ضعیف ہوتی ہے۔اور معروف کے مقابلے میں متروک ہوتی ہے۔

چنانچہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قَالَ اَبو محمدٍ رأیت مُسْلِمَ بْن الحجاج ضَعَّفَ ھذاالْخَبَرَ وَقَالَ ابو قِیس الاودی و ھُزیلُ بن شرحبیل لا یحتملان ھذا مَعَ مُخَالَفَتِھِمَاالا جلّة الذین رووا ھذا الْخبرعَنِ المغیرۃ فَقَالَ مَسَحَ عَلَی الخفینَ

(سنن بیہقی ص ۲۸۶ ج ۱)

ابو محمد کہتے ہیں میں نے امام مسلم کو دیکھا انہوں نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا وجہ ضعف یہ بیان فرمائی کہ ابو قیس اور ھزیل بن شرحبیل اتنے قوی نہیں کہ جلیل القدر عظیم المرتبہ محدثین کی مخالفت کے باوجود ان کی روایت قبول کر لی جائے عظیم محدثین تو حضرت مغیرہؓ سے اس طرح روایت نقل کرتے ہیں رسول اللہؐ نے موزوں پر مسح کیا۔

نمبر۲: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

قال ابوداؤد رحمۃ اللہ کان عبدالرحمٰن بن مہدی لا یحدِّث لھذا الحدیث ان المعروف عن المغیرۃ انّ النبیؐ مسح علی الخفین (السنن ابی دواؤد ص ۲۱ ج ۱)

کہ عبدالرحمٰن بن مہدیؒ مسح جوربین کی اس حدیث کو بیان کے قابل نہیں سمجھتے تھے کیونکہ حضرت مغیرۃ سے معروف روایت یہ ہے کہ نبی کریمؐ موزوں پر مسح کرتے تھے۔

نمبر۳: امام نسائی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

قال النسائی مانَعْلَمُ اَحداً تَابَعَ اَبَاقَیْسٍ عَلیٰ ھٰذِہ الروایة والصَّحِیحُ عَنِ المغیرة انّه علیه السلامُ مَسَحَ عَلَی الخُفین. (سنن کبریٰ نسائی (ج ا ص ۹۲)

امام نسائی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ہم کوئی ایسا راوی نہیں مانتے جس نے اس حدیث میں ابوقیس کی موافقت کی ہو۔ حضرت مغیرہ سے صحیح روایت یہ ہے کہ نبیؑ نے موزوں پر مسح کیا لہٰذا یہ روایت شاذ ہے۔

نمبر۴: امام دار قطنی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

وَلَمْ یَرْوِہ غیر ابی قَیْسٍ وھو مما یَعُدُّ علیه به لاَنَّ المحفوظ عَنِ المغیرةِ اَلْمَسْحُ عَلَی الخُفین (العلل لدار قطنی ص ۱۱۲ ج ۷)

کہ اس حدیث مسح علی الجوربین کو ابوقیس کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا اور یہ حدیث مسح علی الجوربین والی ان احادیث میں سے ہے جن کی وجہ سے ابوقیس کا مواخذہ کیا گیا ہے کیونکہ حضرت مغیرہؓ کی محفوظ روایت مسح علی الجوربین کی ہے۔

نمبر۵: امام بن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

ففی السنن اَنَّ النبیَّ مَسَحَ علی جَوربَیْه ونعلیه وهذا الحدیث اذا لم یثبت فالقیاس یقتضی ذالك (مجموعہ الفتاویٰ ص۲۱۴ ج۲۱) حدیث کی سنن میں ہے کہ نبیؐ نے جوربین اور جوتیوں پر مسح کیا اور جب یہ حدیث ثابت نہیں تو قیاس تقاضا کرتا ہے مسح علی الجوربین کے جواز کا۔

غور طلب بات:

اب تو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کے قول سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت مغیرہؓ کی مسح علی الجوربین والی حدیث پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ اور دوسری بات کہ ابن تیمیہؒ قیاس کے قائل ہے۔ کیا اب غیر مقلدین پر فتوی بھی لگائیں گے جو وہ امام ابو حنیفہؒ اور احناف پر قیاس کی وجہ سے لگاتے ہیں۔

نمبر۶: حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

ولا نَعْتَمِدُ علی حدیث اَبی قَیس (تہذیب سنن ابی داؤد ص ۸۷ ج۱) کہ ہم مسح علی الجوربین میں ابی قیس کی حدیث پر اعتماد نہیں کرتے اور مزے کی بات یہ ہے کہ غیر مقلد عالم عبدالرحمن مبارکپوری نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا۔ جیسے

(۱) وضَعَّفَهُ کثیر من ائمه الحدیث (تحفۃ الاحوذی ص ۲۷۸ ج۱) کہ بہت سے

ائمہ حدیث نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(۲) کثیر من ائمہ الحدیث ضعفوہ (تحفۃ الاحوذی ص ۲۷۸ ج ا)

(۳) اکثر ائمہ حدیث کا فیصلہ ہے کہ یہ حدیث یعنی حضرت مغیرہ کی مسح علی الجوربین ضعیف ہے۔

نمبر ۸: امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

قال عبد الرحمن بن مهدی قلت لسفیان الثوری لو حَدَّثتنی بحدیث ابی قیس عن هزیل ما قبلته منك فقال سفیانُ الحدیث ضعیف۔

(سنن کبری للبیہقی ۲۸۴ ج ا)

عبد الرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں میں نے سفیان ثوریؒ کو کہا اگر آپ میرے سامنے ابو قیس عن ہزیل کی سند سے حدیث بیان کریں گے تو میں وہ حدیث آپ سے قبول نہ کرونگا کیونکہ سفیان نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے۔

نمبر ۸: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی طرف منسوف روایت حدیث

ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں تو کتاب اللہ میں مسح ہی پاتا ہوں (سنن ابن ماجہ ص ۳۶ ج ا)

چنانچہ:

یہ روایت بھی صحیح نہیں کیونکہ اس کا راوی عبداللہ بن محمد بن عقیل ہے۔

جسے علامہ محمد طاہر فتنیؒ نے قانون موضوعات ص ۲۷۳ اور ۲۷۴ میں کہا ہے کہ صدوق تو ہے مگر اس کا حافظہ ٹھیک نہیں تھا اور محمد بن سعد بن ابی وقاص نے فرمایا کہ یہ (عبداللہ بن محمد بن عقیل) مدینہ طیبہ کا باشندہ تھا اور چھوتے طبقے کا راوی ہے اور منکر الحدیث ہے اور یحیٰ ابن سعید القطانؒ جیسا امام فن جرح وتعدیل اس سے روایت نہیں لیتا تھا اور حضرت علی بن مدینیؒ نے کہا کہ حضرت امام مالک بن انسؒ بھی اس سے روایت نہیں لیا کرتے تھے اور یحیٰ ابن معین نے کہا کہ اس کی حدیث کوئی حجت نہیں۔

دوسری بات یہ ہے

کہ یہ راوی یعنی عبداللہ بن محمد بن عقیل رجال شیعہ امامیہ میں سے ہے اور اہل تشیع کا موثوق علیہ ہے اس لئے روافض کا مایہ ناز عالم مامقانی نے اپنی کتاب (تنقیح المقال ج ۲ ص ۲۱۴ طبع ایران) میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن عقیل ابن ابی طالب حضرت جعفر صادقؒ کے ساتھیوں اور شاگردوں میں سے ہے۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ ولا شک فی کونہ امامیاً کہ اس کا امامی (شیعہ) رافضی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور اگر کوئی کہے کہ رافضی ہونا کوئی جرح تو نہیں ہے تو یہ بات غلط ہے کیونکہ محققین کے نزدیک اگر کوئی روای اپنی بدعت کی طرف دعوت دیتا ہو یا وہ روایت اس کی بدعت کو تقویت دیتی ہو تو نا مقبول ہوگی۔ اور یہ روایت بھی ایسی ہے جس سے مذہب رفض کو تقویت ملتی ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ خود حضرت عبداللہ بن عباس کی دوسری روایات اس کے خلاف ہے اسلئے یہ روایت عمل کے اعتبار سے ساقط ہے اور جو لوگ ضعیف احادیث پر عمل کرنے کا حکم کرتے ہیں ان کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔

کرو تم مہربانی اہل زمین پر　　خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر
خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر　　نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر

نمبر۷: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت

عن راشد بن سعد عن ثوبان قال بعث رسول اللّٰہ سریۃ فَاَصَابَھُمُ البَردُ فَلَمَّا قَدِموا عَلٰی رسولِ اللّٰہ اَمَرَھُمْ اَنْ یمسحوا عَلَی العصائب والتساخین ۔(سنن ابی داوٗد ص۱۹ ج۱)

راش بن سعد حضرت ثوبانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجاہدین کی ایک جماعت کو جہاد کیلئے بھیجا ان کو سردی لگ گئی جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے تو آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ پگڑیوں اور موزوں پر مسح کریں ۔اس حدیث کے متعلق دو باتیں ہیں۔

پہلی بات

تساخین کا معنیٰ اس حدیث میں تساخین سے مراد موزے نہیں جبکہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تساخین سے مراد ہر وہ چیز ہیں جس سے پاؤں کو گرم کیا جاتا ہے چاہے موزہ ہو یا جراب یا کوئی دوسری چیز۔(صلوٰۃ الرسول صفحہ نمبر ۱۱۶)

جبکہ کثیر محدثین اور ائمہ لغت نے تساخین کا معنیٰ خفاف (یعنی موزے) بیان کیا ہے ان محدثین میں سے چند کے نام اور حوالہ جات یہ ہے۔

۱۔	حافظ ابن حجر	بلوغ المرام ص ۲۲ ج ۱
۲۔	علامہ شوکانیؒ	نیل الاوطار ص ۳۴۸ ج ۱
۳۔	حافظ عینیؒ	شرح ابی داؤد للعینی ص ۳۴۵ ج ۱
۴۔	علامہ فیروز آبادیؒ	قاموس المحیط ص ۱۵۵۵ ج ۱
۵۔	علامہ زیلعیؒ	نصب الرایہ ص ۱۶۵ ج ۱
۶۔	حافظ ابن القیمؒ	حوالہ احکام اہل الذمہ ص ۱۲۷۳ ج ۳
۷۔	حافظ ابن تیمیہؒ	مجموع الفتاویٰ ص ۱۷۳ ج ۲۱
۸۔	ابن المنظور الافریقی	لسان العرب ص ۱۹۶۷ ج ۳
۹۔	علامہ نوویؒ	المجموع شرح المھذب ص ۴۰۸ ج ۱
۱۰۔	علامہ نسفیؒ	طلبۃ الطلبۃ ص ۱۰۴ ج ۱
۱۱۔	علامہ زمخشریؒ	الفائق فی حدیث الغریب ص ۲۶۶ ج ۲
۱۲۔	علامہ ابن حزم	حوالہ المحلی ص ۵۹۹ ج ۱
۱۳۔	علامہ سرخسیؒ	المبسوط ص ۲۸۷ ج ۱
۱۴۔	امام خطابیؒ	غریب الحدیث للخطابی ص ۶۱ ج ۱
۱۵۔	امام احمد بن حنبلؒ	مسائل احمد بن حنبل ص ۳۵ ج ۱ وغیرہ وغیرہ

چنانچہ:

ان سب حضرات نے تساخین کا معنی خفاف یعنی موزے کیا ہے اور غیر مقلدین حضرات نے
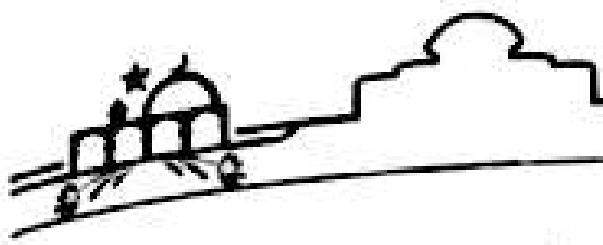
تساخین کا معنیٰ ان حضرات کے خلاف کیا ہے حالانکہ خود غیر مقلد عالم عبدالرحمٰن مبارک پوری لکھتے ہے۔ اِنَّ التَّساخِیْنَ قَدْ فَسَّرھا اھْلُ اللغة بالخفاف ترجمہ کے بے شک اہل لغت نے تساخین کی تفسیر خفاف یعنی موزے سے کی ہے۔ پھر ائمہ لغت کے حوالے ذکر کئے ہے کہ تساخین کا معنیٰ خفاف یعنی موزے ہیں۔اور پھر لکھتے ہے فلمّا ثَبَتَ اَنَّ التَّساخِیْنَ عِنْدَ اھل اللّغةِ واللغریب ھی الخفاف فالاستدلال بِھذا الحدیث علی جواز المسح علی الجوربین مطلقا ثخنین کان اورقیقین غیر صحیح (حوالہ تحفۃ الاحوذی ص ۲۸۷ ج ۱)

ترجمہ: کہ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ائمہ لغت کے نزدیک تساخین موزے ہیں۔تو مطلقاً جرابوں خواہ ثخین ہوں یا رقیق اس حدیث کو دلیل بنانا درست نہیں۔

دوسری بات مرتبہ حدیث

غیر مقلد عالم مولانا مبارکپوری لکھتے ہیں ھذا الحدیث لایصلح الاستدلال فانه منقطع فان راشِداً لم یسمع من ثوبان قال الحافظ ابن ابی حاتم فی کتاب المراسیل ص ۲۲ قال احمد بن حنبل راشد بن سعدِ لَمْ یسمع من ثوبان و قال الحافظ ابن حجر فی التھذیب التھذیب قال ابو حاتم والحربی لم یسمع من ثوبان ۔(تحفۃ الاحوذی ص ۲۸۷ ج ۱)

کہ یہ حدیث استدلال کے لائق نہیں کیونکہ یہ منقطع ہے کہ راشد بن سعد نے ثوبانؓ سے کچھ نہیں سنا حافظ ابن ابی حاتم نے کتاب المراسیل ص ۲۲ میں لکھا ہے امام احمد ابن

حنبلؒ نے کہا ہے کہ راشد بن سعد نے ثوبانؓ سے کچھ نہیں سنا اور حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب ص ۲۲۶ ج ۳ میں لکھا ہے ابو حاتم اور حربی کہتے ہیں راشد نے ثوبان سے کچھ نہیں سنا اور تہذیب التہذیب ص ۲۲۶ ج ۳ میں ہے دار قطنی نے راشد بن سعد کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اسی طرح ابن حزم نے بھی اسکو ضعیف ٹھرایا۔ اور خلاصہ کلام

حدیث ثوبانؓ محدثین کے اصولوں کے مطابق منقطع ہے اور منقطع حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے کہ ان ہاں سند کا اول تا آخر متصل ہونا شرط ہے نیز اس میں راشد بن سعد متکلم فیہ راوی ہے جس کی وجہ سے اس حدیث کا درجہ صحیح سے کم ہو جاتا ہے۔

نمبر ۸: حضرت رفاعہ ابن رافع کی روایت جو ہے اس کی طرف غلط فہمی سے مسح ارجل کی نسبت کی جاتی ہے اور ان کی روایت شرح معانی الاثار ج اص ۲۱ میں امام طحاویؒ نے اور المعجم الکبیر صحہ ۲۹ جلد ۵ میں اور امام طبرانی نے بھی اسکو نقل کیا ہے کہ یمسح براسہ ورجلیہ الی الکعبین جسکا ظاہر معنی ہے کہ اپنے سر کا مسح کرے اور ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں کا مسح بھی کرے۔

اسکا جواب

یہ ہے کہ یہاں مسح سے مراد موزوں پر مسح ہے جیسے علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری صفحہ ۲۴۔ ۲۵ جلد ۳ میں بیان فرمایا اور دوسرا جواب کہ یہ روایت اس سند کے سوا کسی اور سند سے ثابت نہیں اور تمام ثقہ راوی اس کے خلاف بیان کرتے ہیں اس لئے یہ روایت اصول حدیث اصطلاح میں شاذ کہلاتی ہے اور شاذ صحیح نہیں ہوتی۔

تیسرا جواب یہ ہے راس اور ارجل کے دو فعل ایک جنس سے ہے یعنی طہارت اور

قاعدہ ہے کہ جب معطوف اور معطوف علیہ یہ دو کے دو فعل ایک جنس سے ہو تو ان میں سے ایک فعل کے ذکر کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور اسی لئے سر اور ارجل میں سے سر کا مسح ہوتا ہے اور پاؤں دھوئے جاتے ہیں اور مسح کے ذکر پر اکتفا کیا اور غسل کا ذکر الی الکعبین کے قرینہ سے ترک کر دیا تو معنیٰ ہوں گے بمسح براسهِ ويَغسِلُ رجليه الى الكعبين یعنی سر کا مسح کرے اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے۔

نمبر۹: حدیث بلال رضی اللہ عنہ

حضرت بلالؓ فرماتے ہیں کان رسول الله يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْجَوْرَبِين۔ (معجم الکبیر ص ۳۵ ج ۱)

حضرت بلالؓ سے اس حدیث کو نقل کرنے والے کل سولہ (16) شاگرد ہے۔

۱۔حضرت اسامہؓ ۲۔حضرت براءؓ ۳۔حضرت عبداللہ بن رواحہؓ

۴۔حضرت علیؓ ۵۔ حضرت ابوادریس خولانیؒ

۶۔شریح ابن حانی ۷۔ابوالاشعث ۸۔نعیم ابن زیاد وخمار

۹۔سوید بن غفلہ ۱۰۔حارث ۱۱۔ابوجندل

۱۲۔ابوعبدالرحمٰن ۱۳۔عبدالرحمٰن بن ابی لیلی

۱۴۔ابوقلابہ ۱۵۔ابوسلمہ ۱۶۔کعب ابن عجرہ

حضرت بلالؓ کے پہلے شاگرد حضرت بلال سے مرفوعا مسح علی الخفین یا مسح علی الموقین (الخفين) نقل کرتے ہیں۔ سولھواں شاگرد کعب ابن عجرہ ہے اس سے عبدالرحمٰن ابن ابی لیلی

نقل کرتے ہیں اور عبدالرحمٰن کے شاگرد دو (۲) ہے۔

نمبرا: حکم ابن عتیبہ حضرت بلال کے دوسرے شاگردوں کی طرح مسح علی الخفین یا مسح علی الموقین نقل کرتا ہے جیسے صحیح ابن خزیمہ (ص ۹۱ ج ا، سنن ترمذی ص ۲۹ ج ا، سنن ابن ماجہ ۴۲ ج ا گویا کہ ان سب حضرات نے اس روایت کو ذکر کر کے اس کے راجح ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

نمبر۲: یزید ابن ابی زیاد یہ مذکورہ سب راویوں کے خلاف مسح علی الخفین و الجوربین نقل کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی یہ روایت شاذ ہے اور بوجہ شذوذ ضعیف ہے۔

خلاصہ کلام:

جب آیت مبارکہ اور احادیث مبارکہ سے غسلِ رجلین کا حکم ملتا ہے۔ اور سردار دو جہاں ہمیں تعلیم پاؤں دھونے کا دیتے ہیں اور صحابہؓ بھی اس پر عمل کرتے تھے تو اس میں مسح کی بات اور چوں چراں کی بات نکالنا فضول اور عبس ہے اور اطیعو اللہ و اطیعو الرسول پر عمل کا تقاضا یہ ہے کہ جب صحیح بات معلوم ہو جائے تو غلط پر عمل کرنا چھوڑ دیا جائے تب آدمی اصلی اور صحیح مومن بنتا ہے۔ اور بخوف طوالت اس پر اکتفا کیا جاتا ہے کیونکہ منصفین کے لئے اتنا ہی کافی ہے اور ضدی کا کوئی علاج نہیں۔

غیر مقلدین کا اقرار

مولوی ابو سعید شرف الدین دہلوی غیر مقلد فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ (مروجہ جرابوں پر مسح کا) نہ قرآن سے ثابت ہوا نہ حدیث مرفوع صحیح سے نہ اجماع نہ قیاس سے نہ صحابہؓ کے فعل اور اس کے دلائل سے۔ (فتاوی ثنائیہ ج 1 ص 422)

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری فرماتے ہیں

اَلْمَسحُ عَلَى الجَورَبَةِ لَيسَ بِجَائِزٍ لِاَنَّهُ لَم يَكُن عَلى جَوَازِهٖ دَلِيلٌ صَحِيحٌ وَكُلُّ مَا تَمَسَّكَ بِهِ المُجَوِّزُونَ فَفِيهِ خَدشَةٌ ظَاهِرَةٌ (فتاوی ثنائیہ ص 433)

یعنی مذکورہ جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے کیونکہ اس کے جواز پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ

لَيسَ فِي بَابِ المَسحِ عَلَى الجَورَبَينِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ مَرفُوعٌ خَالٍ عَنِ الكَلَامِ (تحفۃ الاحوذی ج 1 ص 102)

جرابوں پر مسح کرنا کسی مرفوع اور صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ جو محدثین کی جرح وتنقید سے خالی ہو۔

شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلویؒ کا فتویٰ:

الحَاصِلُ اَنَّهُ لَم يَقُم عَلَى جَوَازِ المَسحِ عَلَى الجَورَبَةِ المَسؤُلَةِ عَنهَا دَلِيلٌ لَا مِنَ الكِتَابِ وَلَا مِنَ السُّنَّةِ وَلَا مِنَ الاِجمَاعِ وَلَا مِنَ القِيَاسِ الصَّحِيحِ كَمَا عُرِفتَ وَالثَّابِتُ مِنَ الكِتَابِ غَسلُ الرِّجلَينِ وَرَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي

الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَلَمْ يَثْبُتْ مِنْهُ الرُّخْصَةُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ فَكَيْفَ يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا. (فتاویٰ نذیریہ ج 1 ص 333)

یعنی خلاصہ یہ کہ مسئولہ جرابوں پر مسح کے جواز پر کوئی دلیل قائم نہیں نہ قرآن سے نہ حدیث سے نہ اجماع اور قیاس صحیح سے جبکہ قرآن سے تو پاؤں کا دھونا ثابت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے تو صرف موزوں (یا جو ان کے حکم میں ہوں) پر مسح کی رخصت دی ہے تو اس سے جرابوں پر مسح کی رخصت کیسے ثابت ہو سکتی ہے۔

شیخ الحدیث مولانا یونس دہلویؒ کا فتویٰ

گاڑھی اور غف جرابوں پر مسح جائز ہے۔ معمولی اور پتلی جرابوں پر مسح جائز نہیں، جرابوں پر مسح کی اکثر حدیثیں ضعیف ہیں۔ (دستور المتقی فی احکام النبی ﷺ ص 78)

مولانا عبدالجبار غزنویؒ کا فتویٰ

ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

جرابوں پر مسح کرنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور (حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ) کی جو حدیث ترمذی میں ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے جرابوں پر جوتیوں سمیت مسح کیا۔" (ترمذی ص 122 ج 1) وہ حدیث ضعیف ہے۔ نصب الرایہ ص 184 ج 1 میں ہے: امام بیہقیؒ نے حضرت مغیرہؓ کی اس حدیث کو بیان کر کے کہا کہ یہ منکر ہے۔ اسے سفیان ثوریؒ، عبدالرحمٰن بن مہدیؒ، احمد بن حنبلؒ، یحییٰ بن معینؒ اور مسلم بن الحجاجؒ نے ضعیف کہا ہے۔

حضرت مغیرہؓ سے مشہور حدیث تو موزوں پر مسح کے بارے میں ہے اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت پر موزوں پر مسح کیا جانا بیان کیا جاتا ہے۔...........

آگے کافی بحث کے بعد فرماتے ہیں، اگر کوئی حدیث ایسی ہو جس میں حکم ہو "اِمْسَحُوْ عَلَی الْجَوْرَبَیْن" "جرابوں پر مسح کرو، پھر تو مطلق جرابوں سے مسح اس سے ثابت ہو جائے گا، اِذْلَیْسَ فَلَیْسَ، جب صریح حدیث نہیں تو پھر مطلق جرابوں پر مسح جائز نہیں۔

کیا دور نبویؐ میں باریک جرابیں تھیں

رہی یہ بات کہ عہد نبوت میں باریک جرابوں کا وجود نہ تھا اس کا ثبوت کیا ہے وہ ملاحظہ کیجئے۔

حوالہ نمبرا: شرح زاد المستقنع للشنقیطی (ص۲۵۶ ج۲۴) میں لکھا ہے۔

وَهٰذَا اَصَحُّ قَوْلَيِ الْعُلَمَاءِ لٰكِنْ يُشْتَرَطُ فِي الْجَوْرَبِ اَنْ يَّكُوْنَ ثَخِيْناً وَاَمَّا الرَّقِيْقَانِ فَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ لَايُمْسَحُ عَلَيْهِ وَهُوَ مَذْهَبُ جَمَاهِيْرِ الْعُلَمَاءِ وَ الدَّلِيْلُ لِمَنْ قَالَ بِجَوَازِ الْمَسْحِ عَلَيْهِ هُوَ الْقِيَاسُ عَلَى الثَّخِيْنَيْنِ لِاَنَّهٗ مَا كَانَ مَوْجُوْدًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ لِيُقَيَّسَ علی الثَّخِيْنَيْنِ وَهٰذَا الْقِيَاسُ مَعَ الْفَارِقِ.

جوربین پر مسح کے جواز والا قوال زیادہ صحیح ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جورب ثخین ہو۔ رہا رقیق تو اس پر مسح کرنا جائز نہیں جمہور علماء کا مذہب یہی ہے اور جو لوگ باریک جرابوں پر مسح کے جواز کے قائل ہیں وہ باریک جرابوں کا قیاس کرتے ہیں ثخین جرابوں پر۔ ان کو

قیاس کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں باریک جراب موجود ہی نہ تھی لیکن یہ قیاس مع الفارق ہے۔

حوالہ نمبر۲: شرح زاد المستقنع للشنقیطی (ص۲۵۶ ج۲۴) میں ہے۔

وَلَمْ تَكُنِ الْجَوَارِبُ كَهٰذِهِ الْجَوَارِبِ الْمَوْجُوْدَةِ الْآنَ الشَّفَّافَةِ الرَّقِيْقَةِ الَّتِيْ لَوْ وَضَعَ الْإِنْسَانُ إِصْبَعَهٗ لَرُبَمَا وَجَدَ حَرَارَتَهٗ عَلٰى بَدَنِهٖ مِنْ رِقَّتِهَا فَهِيَ حَوَائِلُ ضَعِيْفَةٌ جِدًّا لَا تَنْزِلُ مَنْزِلَةَ الْحَوَائِلِ الثَّخِيْنَةِ فِي الْجِلْدِ كَمَا فِي الْخُفِّ وَلَا فِي الْجَوْرَبِ.

عہد نبوی تک جرابیں موجودہ زمانہ کی جرابوں کی طرح نہ تھیں۔ موجودہ جرابیں اتنی باریک ہے کہ ان سے پانی اور نظر گذر جاتی ہے اگر انسان اپنی انگلی پہنی ہوئی جراب پر رکھ دے تو جراب کے باریک ہونے کی وجہ سے بدن اس کی حرارت کو محسوس کرتا ہے۔ پس پانی کے قدموں تک پہنچنے میں باریک جرابیں انتہائی کمزور مانع ہے ان کو ان موانع کا درجہ و حکم نہیں دیا جاسکتا جو چمڑے کی طرح سخت اور ٹھوس ہیں یعنی موزے اور ثخین جرابیں۔

حوالہ نمبر۳: شرح زاد المستقنع للشنقیطی (ص۱۴ ج۱۰) میں ہے

اَلْجَوَارِبُ الْخَفِيْفَةُ هٰذِهٖ لَمْ تَكُنْ مَوْجُوْدَةً عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّمَا كَانُوْا يَلْبَسُوْنَ الْجَوَارِبَ وَيَمْشُوْنَ بِهَا وَلِذٰلِكَ كَانُوْا يَلُفُّوْنَ الْخِرَقَ عَلٰى أَقْدَامِهِمْ.

آج کی یہ باریک خفیف، نرم جرابیں نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں موجود نہ تھیں

عہد نبوت کے لوگ جرابیں پہنتے اور بغیر جوتی کے ان کے ساتھ چلتے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے قدموں پر کپڑے کے ٹکڑے لپیٹ لیتے تھے۔

حوالہ نمبر۴: شرح زاد المستقنع للشنقیطی (ص۱۴ ج۱۰)

فَاِنَّ الْجَوْرَبَ مُنَزَّلٌ مَنْزِلَةَ الْخُفِّ وَالْخُفُّ صَفِيْقٌ وَلَا يُمْكِنُ لِلْجَوْرَبِ اَنْ يُنَزَّلَ مَنْزِلَةَ الْخُفِّ اِلَّا بِالثَّخَانَةِ وَالصَّفَاقَةِ وَعَلٰى هٰذَا فَاِنَّهٗ يَصِحُّ الْمَسْحُ عَلَيْهِ كَمَا نَصَّ الْعُلَمَاءُ اِذَا كَانَ صَفِيْقًا ثَخِيْنًا فَالَّذِيْ يَشِفُّ الْبَشَرَةَ لَا يُمْسَحُ عَلَيْهِ لِاَنَّهٗ غَيْرُ مَعْرُوْفٍ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ قَالَ بِجَوَازِهٖ بِالْقِيَاسِ اَيْ يَقُوْلُ اَقِيْسُ هٰذَا الشَّفَافَ عَلَى الْجَوْرَبِ الْمَوْجُوْدِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَاِنَّهٗ يُجَابُ عَنْهُ اَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الْجَوْرَبِ اِذَا كَانَ شَفَافًا لَا يُنَزَّلُ مَنْزِلَةَ الثَّخِيْنَيْنِ لِاَنَّ الْفَرْقَ بَيْنَ الشَّفَافِ وَالثَّخِيْنِ ظَاهِرٌ وَمِنْ شَرْطِ صِحَّةِ الْقِيَاسِ اَنْ لَّا يُوْجَدَ الْفَارِقُ بَيْنَ الْاَصْلِ وَالْفَرْعِ فَالْفَرْعُ خَفِيْفٌ وَالْاَصْلُ ثَخِيْنٌ۔

(جرابوں پر مسح کے جواز کیلئے) جرابوں کو موزوں کے حکم میں اتارا جاتا ہے چونکہ موزے سخت اور موٹے ہوتے ہیں تو جرابیں موزوں جیسی تب ہوگی جب وہ سخت اور موٹی ہوں۔ پس وہ جرابیں جو باریک ہوں ان پر مسح نہیں کیا جا سکتا کیونکہ باریک جرابیں نبی پاک ﷺ کے زمانے میں مروج نہ تھیں اور جو شخص اس کے جواز کا قائل ہے وہ کہتا ہے میں ان باریک جرابوں کا قیاس کرتا ہوں ان جرابوں پر جو نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں موجود تھیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قیاس باطل ہے کیونکہ قیاس کے صحیح ہونے کیلئے شرط ہے

کہ اصل اور فرع کے درمیان فرق نہ ہو یہاں پر فرع باریک جرابیں ہیں اور اصل جس پر قیاس کیا گیا ہے وہ سخت اور موٹی جرابیں ہیں (اس فرق کی وجہ سے یہ قیاس باطل ہے)

حوالہ نمبر ۵: شرح زاد المستقنع للشنقیطی (ص ۲۶۲ ج ۱۵):

وَكَانَ الْمَوْجُوْدُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ الْجَوَارِبَ سَمِيْكَةٌ فَنَزَلَتِ الْجَوَارِبُ السَّمِيْكَةُ مَنْزِلَةَ الْخُفِّ لِاَنَّهُ مِثْلُهُ فِي الْوَصْفِ وَقَرِيْبٌ مِنْهُ حَتّٰى اَنَّهُمْ رُبَمَا يُوَاصِلُوْنَ عَلَيْهِ الْمَشْيَ وَلَا يَسْتُرُوْنَ اَقْدَامَهُمْ.

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں موجود جرابیں موٹی ہوتی تھیں اس لئے ان کو موزوں کا حکم دیا گیا کیونکہ وہ وصف میں موزے کے برابر یا موزے کے قریب ہیں حتی کہ قدموں کو کسی اور چیز سے چھپانے کے بغیر وہ لوگ ان جرابوں میں لگا تار چلتے۔

حوالہ نمبر ۶: دروس عمدۃ الفقہ للشنقیطی ص ۲۹۴ ج ۱:

وَالسَّبَبُ فِيْ كَوْنِ الْعُلَمَاءِ يَشْتَرِطُوْنَ اَنْ يَكُوْنَ الْجَوْرَبُ كَذٰلِكَ (ثَخِيْنَةً) لِاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ عَلٰى زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ الْجَوَارِبُ الرَّقِيْقَةُ وَالشَّفَافَةُ مَوْجُوْدَةً.

علماء نے جرابوں میں ثخین ہونے کی جو شرط لگائی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے زمانے میں باریک جرابوں کا وجود نہ تھا۔

اَمَّا الْجَوْرَبُ فَهُوَ فِي الْاَصْلِ مَا يُنْسَجُ مِنَ الصُّوْفِ الْغَلِيْظِ وَيُفَصَّلُ عَلٰى قَدْرِ الْقَدَمِ اِلَى السَّاقِ وَيَثْبُتُ بِنَفْسِهِ وَلَا يَنْعَطِفُ وَلَا يَنْكَسِرُ لِمَتَانَتِهٖ

وَغِلَظِهٖ فَهُوَ اِذَالُبِسَ وَقَفَ عَلَى السَّاقِ وَلَمْ يَنْكَسِرْ وَالْعَادَةُ اَنَّهٗ لَايُخَرِّقُهُ الْمَاءُ لِقُوَّةِ نَسْجِهٖ وَيُشْبِهُ بُيُوْتَ الشَّعْرِ الَّتِي تُنْصَبُ لِلسُّكْنٰى وَلَايُخَرِّقُهَا الْمَطَرُ فَكَذٰلِكَ الْجَوَارِبُ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ حَتّٰى اَنَّهَا لِغِلَظِهَا يُمْكِنُ مُوَاصَلَةُ الْمَشْيِ فِيْهَا بِدُوْنِ نَعْلٍ اَوْ كَنَادِرَ وَلَايُخَرِّقُهَا الْمَاءُ وَلَا يَتَاَثَّرُ مَنْ مَشٰى بِهَا بِالْحِجَارَةِ وَلَا بِالشَّوْكِ وَلَا بِالرَّمْضَاءِ اَوِ الْبُرُوْدَةِ.

اصل جراب وہ ہے جس کی بنائی موٹی اون سے ہو اور پورے قدم کو پنڈلی تک چھپالے۔ سخت اور موٹے ہونے کی وجہ سے بغیر پکڑنے یا باندھنے کے خود کھڑی رہے اور ٹوٹے نہیں۔ اور عادت یہ ہے کہ مضبوط بنائی کی وجہ سے اس میں پانی ایک طرف سے دوسری طرف نہیں گذرتا اور وہ بالوں کے ان خیموں کے مشابہ ہوتی ہے جن کو رہائش کیلئے لگایا جاتا ہے۔ اور اس کو بارش پھاڑ کر گذر نہیں سکتی۔ اس زمانہ میں جو جرابیں تھیں وہ اسی طرح سخت اور موٹی ہوتیں تھیں حتی کہ ان کے موٹے اور سخت ہونے کی وجہ سے بغیر جوتی اور سینڈل کے اس میں چلنا ممکن ہوتا اور اس سے پانی نہ گذر سکتا اور اس کے ساتھ چلنے والا پتھر کانٹے اور گرمی سردی سے متاثر نہ ہوتا۔

حوالہ نمبر ۸: فتاوی الشیخ ابن جبرین ص ۱۳ ج ۱:

شیخ ابن جبرین نے پہلے یہ لکھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے جرابوں پر مسح کے جواز میں ان آثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر اعتماد کیا ہے جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا جرابوں پر مسح کرنا مذکور ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قسم کی جرابوں پر مسح کرتے تھے اس کی وضاحت میں شیخ ابن جبرین لکھتے ہیں۔

"قَدْ ذَكَرْنَا اَنَّ الْجَوَارِبَ فِيْ عَهْدِهِمْ كَانَتْ غَلِيظَةً قَوِيَّةً"
تحقیق ہم نے ذکر کر دیا ہے کہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں جرابیں موٹی اور سخت ہوتی تھیں

دلیل نمبر 3:

عَنْ رَاشِدِ بْنِ نَجِيحٍ قَالَ رَأَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ دَخَلَ الْخَلَاءَ وَ عَلَيْهِ جَوْرَبَانِ اَسْفَلُهُمَا جُلُوْدٌ وَ اَعْلَاهُمَا خَزٌّ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.
(السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۱۸۵ ج۱)

راشد بن نجیح کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کو دیکھا آپ بیت الخلاء میں داخل ہوئے (بعد میں وضو کیا) اور انھوں نے ایسے موزے پہن رکھے تھے جن کے نیچے چمڑا اور اس کے اوپر ریشم لگا ہوا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہم نے ان پر مسح کیا۔

چونکہ عہد نبوت میں باریک جرابوں کا وجود نہ تھا اس لئے یقیناً حضرت انس رضی اللہ عنہم کی جرابیں ثخین ہونگی پھر ان کے نیچے چمڑا اور اوپر ریشم لگا ہوا تھا اور ایسی جرابوں پر بلا شبہ مسح جائز ہے پس یہ اثر قرینہ ہے کہ احادیث جوربین میں بھی جورب منعل یا کم از کم ثخین مراد ہونگے۔ چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ کی تشریح الجورب المنعل کر کے حضرت انس رضی اللہ عنہم کے اسی مذکورہ اثر کو اس مفہوم پر دلیل بنایا ہے امام بیہقی فرماتے ہیں وَقَدْ وَجَدْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَثَرًا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ اور میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کا ایسا اثر پایا ہے جو اسی مفہوم پر دلالت کرتا ہے۔ پھر آگے اسی اثر کو پوری سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

دلیل نمبر 4:

اگر الجوربین سے وہ جرابیں مراد لیں جو موزوں جیسی ہوتی ہیں اوران پر مسح کریں تو اس میں مسح علی الخفین کی احادیث صحیحہ کے ساتھ موافقت ہے کہ اس مفہوم کے مطابق موزوں جیسی جرابیں پہننے والی حالت بنتی ہے جس میں جواز مسح کا حکم قطعی طور پر ثابت ہے اس پر عمل ہوگا اور اگر باریک جرابیں مراد لیں تو باریک جرابیں پہننے کی صورت میں موزے نہ پہننے والی حالت بن جاتی ہے جس میں قرآن وحدیث میں پاؤں کے دھونے کا حکم ہے لیکن یہ لوگ مسح کرتے ہیں پس ان احادیث میں جوربین سے موزوں جیسی جرابیں مراد لیں تو اس میں قرآن و حدیث کے ساتھ موافقت ہوتی ہے اور باریک جرابیں مراد لینے کی صورت میں قرآ و حدیث کی مخالفت لازم آتی ہے اس لئے جوربین سے موزوں جیسی جرابیں مراد لینا صحیح اور باریک جرابوں کو اس میں شامل کرنا غلط ہے۔

دلیل نمبر 5:

اگر الجوربین سے ثخین جراب مراد لیں تو جوربین کا یہ معنی متیقن ہے اور عام مفہوم لیں جو باریک جرابوں کو بھی شامل ہو تو یہ مشکوک ہے جب حدیث کے معنی یہ دو احتمال ہوں ایک متیقن دوسرا مشکوک تو حدیث کو متیقن معنی پر محمول کرنا واجب نہیں تو اولی ضرور ہے۔

دلیل نمبر 6:

اگر الجوربین سے ثخین جراب مراد لیں تو یہ متفق علیہ ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔اور اگر باریک جرابیں بھی اس میں داخل کریں تو یہ مختلف فیہ ہے اور حدیث کو مختلف فیہ معنی پر محمول کرنے کے بجائے متفق علیہ معنی پر محمول کرنا اولی ہے۔

خلاصہ کلام:

قارئین کرام آپ نے دیکھ لیا کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کر دیا گیا کہ وضو میں پاؤں دھونا اہم کام ہے اگر وضو میں غسل رجلین نہ ہو تو وضو ہوتا ہی نہیں اور جب وضو ہوتا ہی نہیں تو نماز کیسے ہو جاتی ہے۔لہذا متبعین کیلئے یہی کافی ہے اور بخوف طوالت انتہائی اختصار سے کام لیا گیا ہے تا کہ دیکھنے میں بھی
پریشان نہ ہو۔اور وقت کی قلت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کر دیا گیا۔
امید ہے اللہ تعالی ذریعہ نجات بنا دے۔تمت بالخیر

شمع بن کر بزم ہستی میں بسر کر زندگی — تا کہ تیرے سوز سے جہاں میں نور ہو

کتاب ختم شد

بروز جمعۃ المبارک
08-12-2016

بوقت
10:30

ستاسو دہ دعاگانو ل
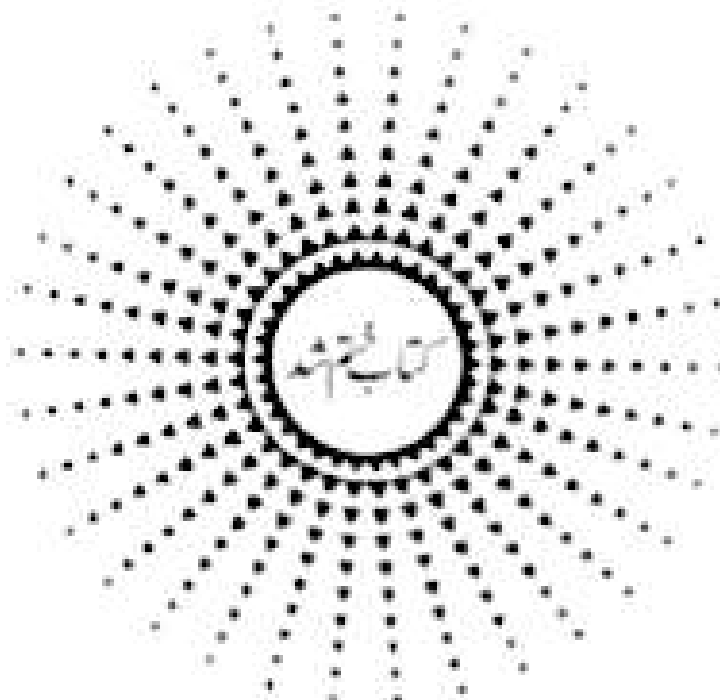
محتاج

سید عبد اللہ شاہ توحیدی الحنفی

خادم جماعت اشاعت التوحید والسنت

التماس
مؤلف کا یہ پہلا رسالہ ہے اگر کوئی
غلطی ہوئی ہو تو اس کی نسبت مؤلف کی
طرف ہونی چاہیے۔ اللہ ہمیں قرآن وسنّت
پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔
امین یا ربّ العلمین
Printed & Design by:
0301-8948877